REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۴ — شمارہ ۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۱ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۵۰ روپے
فی پرچہ ۶۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۳۰ جمادی الاوّل ۱۴۰۵ھ — ۲۲ تبلیغ ۱۳۶۴ ہش — ۲۲ فروری ۱۹۸۵ء

## اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۰ تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت موصول ہونے والی تازہ اطلاعات کے مطابق حضور بلندن میں خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

احباب اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۰ تبلیغ (فروری) حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بہت کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی اور محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ تا حال اڑیسہ وغیرہ کے دورہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

● مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

# احمدیت خدا تعالیٰ کی ایک تقدیر ہے جو انجام کار غالب ہو کر رہے گی

## ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ بے وفائی کرنے والا ہاتھ نہیں ہے!!

### سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء کا ملخص

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:- ———— ایڈیٹر

اولم یھد لہم کم اھلکنا من قبلہم ...... وانتظر انہم منتظرون ○ (سجدہ)

سورہ سجدہ کی ان آخری آیات کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

ان آیات میں دو مضامین کا بیان ہے۔ ایک تو ماضی میں منکرین کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اور ان جگہوں کی بربادی کا ذکر ہے جہاں وہ لوگ رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد دوسرا بیان خدا تعالیٰ کی اُس بارش کا ہے جو بے آباد زمینوں کو زندگی دینے اور آباد کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ اور جس سے انسان اور جانور دونوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بظاہر یہ دو الگ الگ مضمون نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں ان دونوں کا تعلق مذہب سے ہے۔ اصل میں ایک ہی مضمون ہے۔ جو ماضی سے حال کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ جب کوئی اپنا مامور بندہ بھیجتا ہے تو ایک گروہ اس کا انکار کر کے اپنے لئے ہلاکت کا سامان کر لیتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ اس کو مان کر اپنے لئے زندگی کا سامان کرتا ہے۔ جو کہ اس کی آمد کا اصل مقصود ہوتا ہے۔ ان مثالوں سے دراصل حال کے لوگوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ وہ ماضی کے واقعات سے نصیحت حاصل کریں۔ کیونکہ انبیاء ہلاکت کے لئے تو نہیں آتے۔ ان کا مقصد تو زندگی دینا ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہوتے ہیں۔ جس کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے جب پانی برستا ہے تو عام انسان بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسان کا انعام بھی۔

اور جانور بھی۔ یعنی کل دنیا کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نورِ نبوت کا جب ظہور ہوتا ہے تو ساری دنیا ہی اس سے روشن ہو جاتی ہے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو آپ کی آمد سے جہاں روحانی دنیا روشن ہوئی وہاں عمومی طور پر تمام دنیا میں ہی ایک نمایاں ترقی نمودار ہوئی۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں سے دنیا نے بہت کچھ سیکھا۔

مضمون جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ رحمت اور بارش کے نتیجہ میں انسان کا انعام بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور مخالفین اور منکرین تک، کو بھی آسائش مل جاتی ہے اور فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج کل کے یہ ملاں جو احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں، ایک زمانہ تھا کہ وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے رتی روٹی کے محتاج تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ان مولویوں کے لئے گویا رزق کے دروازے کھل گئے۔ افسوس کہ روزانہ کیا ان حالات سے وہ بصیرت حاصل نہیں کرتے۔

قرآن کریم کے اس بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ تو فتح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً پکار اٹھے کہ متیٰ ھٰذا الفتح کہ وہ فتح کا دن کب ہوگا؟ جس کے متعلق فرمایا کہ وہ فتح کا دن جب آئے گا اس دن تمہارا ایمان تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ لا ینفع الذین کفروا ایمانھم۔ اس دن تو تم پکڑے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ کے پیار کا وقت تم نے کھو دیا۔ ...... مشکلات اور آزمائشوں کا وقت جو اندرونی اصلاح کے لئے ضروری ہوتا ہے وہ وقت تم مخالفتوں میں کھو چکے ہو اب تمہارے ایمان کا کیا فائدہ! فرمایا فاعرض عنھم اب تو ان سے اعراض کر۔ وانتظر اور انتظار کر۔ مگر کب تک؟ اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ آج بھی بعض جگہ پاکستان سے کچھ ایسی ہی آواز اٹھ رہی ہے کہ وہ فتح جس کا تم ذکر کرتے ہو وہ کب ہوگی۔ یہ لوگ بھی اپنے ایمان کے لئے غلبہ کے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ سو ہمارا بھی ان لوگوں کے لئے یہی قرآنی جواب ہے کہ ایسے ایمان کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایمان لانے کا جو صحیح وقت ہے اس کو تم ضائع کر رہے ہو۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۳ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ، صالح پور۔ کٹک۔ (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

## منقولات

# اِس پابندی کا کیا جواز ہے؟

## کلمہ طیبہ مٹانا کہاں کا اِسلام ہے؟

پاکستان کے شہر ربوہ سے شائع ہونے والا اخبار روزنامہ "الفضل" اِن دنوں معتوب ہے۔ اس پریس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے جس میں "الفضل" اخبار چھپتا تھا۔ "جنگ" لاہور (۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء) کی اطلاع کے مطابق "الفضل" کے پرنٹر اور پبلشر سے تیس تیس ہزار روپے کی نقد ضمانت طلب کر لی گئی ہے۔ اس طرح اس اخبار کی اشاعت معطل ہو گئی ہے۔

کسی کتاب، رسالے یا اخبار پر پابندی نہ کوئی نئی بات ہے نہ عجیب۔ جب بھی کوئی اخبار یا رسالہ ایسا مواد شائع کرتا ہے جس سے ملک کے استحکام کو نقصان پہنچتا ہو، کسی فرقے کے خلاف منافرت پیدا ہوتی ہو یا کسی کے اکابر کی توہین ہوتی ہو تو اس پر پابندی لگا دی جاتی ہے اور اس پابندی کو درست قرار دیا جاتا ہے۔ اسی پس منظر میں اخبار "الفضل" پر عائد کردہ پابندی کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اگر اس روزنامے کے عملۂ ادارت نے استحکامِ پاکستان، نظریۂ پاکستان یا اسلام کے خلاف کوئی مضمون شائع کیا تو حکومت اس پر پابندی لگانے میں حق بجانب ہے۔ "الفضل" ہمارے پاس نہیں آتا اور نہ ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حقیقتِ حال معلوم کرنے کی غرض سے ان سطور کے راقم کو خود ربوہ جانا پڑا۔ وہاں کی مرکزی لائبریری سے ہم نے "الفضل" کی گذشتہ ایک ماہ کی فائل نکلوائی اور اس کا مطالعہ کیا۔ اس ایک ماہ کے شماروں میں نہ تو بانیٔ فرقہ احمدیہ جناب مرزا صاحب کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ شائع ہوئے، نہ اُن کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ام المؤمنین کا لقب استعمال کیا گیا، نہ بانی جماعت کے ساتھیوں کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ نہ فرقہ احمدیہ کے امام (سربراہ) کے ساتھ امیر المؤمنین کے لقب کا اضافہ کیا گیا۔ نہ کوئی تحریر اسلام یا نظریۂ پاکستان کے خلاف نظر آئی اور نہ کوئی ایسا مضمون شائع ہوا جس سے فرقہ وارانہ منافرت پیدا ہوتی ہو۔ اس کے باوجود "الفضل" پر پابندی عقل و فہم سے بالا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک مخصوص گروہ کو خوش کرنے اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی خاطر پاکستان کے ایک فرقے کو اس کے جائز حق سے محروم کر دیا گیا

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ دو تین ماہ قبل جب بعض حلقوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ عزاداری کے جلوسوں پر پابندی لگا دی جائے، عید میلاد النبیؐ کے جلوسوں کو قانوناً روک دیا جائے تو ہم نے اس مطالبہ کی سختی سے مخالفت کی تھی۔ اور "تقاضے" کے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے شمارے میں لکھا تھا کہ کسی فرقے یا مذہب کے معتقدات میں مداخلت اور اُن کی مذہبی رسوم پر پابندی پاکستان کے کسی آئین اور قانون کے تحت درست نہیں)۔ ہر فرقے کو حق حاصل ہے کہ وہ جس عقیدے یا طریقے کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتا ہے اس پر آزادی سے عمل کرے۔ کسی کے مذہبی جذبات کے اظہار یا اظہارِ رائے پر پابندی آئینی اور قانونی اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اور اخلاقی لحاظ سے بھی قابلِ مذمت ہے۔ اب کہ احمدیہ فرقے کے ترجمان پر پابندی لگائی گئی ہے تو بھی ہمارا موقف یہی ہے کہ یہ سراسر جبر اور ایک فرقے کی آواز کو دبانے کی مذموم کوشش ہے۔ ظلم اور جبر خواہ کسی فرقے یا مذہب کے لوگوں پر کیا جائے گا ہم اس کی مخالفت کریں گے۔

اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ ہر فرقے اور ہر جماعت سے ہزاروں لاکھوں افراد وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کے بہت سے معاشی، سماجی، مذہبی اور جماعتی مسائل ہوتے ہیں۔ ان کی بہت سی جماعتی اطلاعات ہوتی ہیں جو ان کے جماعتی آرگن ہی کے ذریعے سے ان تک پہنچتی ہیں۔ جب ان کے ترجمان پر پابندی لگا دی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ایک دوسرے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ یہ ان کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اور اس سے ان کے حقوقِ شہریت بلاشبہ غصب ہوتے ہیں۔ احمدیہ فرقے سے بھی لاکھوں افراد وابستہ ہیں جو ملک میں اور بیرونِ ملک بھی آباد ہیں۔ "الفضل" ان کے درمیان رابطے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اب جبکہ ان کا ترجمان بند کر دیا گیا ہے تو وہ کون سا ذریعہ ہے جو ان کے درمیان واسطے کا کام دے گا۔ آخر انہیں کس جرم کی یہ سزا دی گئی ہے۔ ان کے مذہبی معتقدات سے لاکھ اختلاف سہی۔ اگر ہم اس تنظیم سے وابستہ نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ فرقہ احمدیہ پر جبر کیا جائے۔ ان کے بنیادی حقوق سلب کر لیے جائیں اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں اور صرف اس خوف سے مُہر بر لب رہیں کہ ہم پر قادیانی ہونے کا لیبل نہ لگا دیا جائے۔ کیا پاکستان کے شہری کی حیثیت سے اس فرقے کے لوگوں کو زندہ رہنے اور اپنی معاشی و معاشرتی اور مذہبی سرگرمیاں جاری رکھنے اور ان سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنے کا حق حاصل نہیں؟ آخر یہ حق ان سے کس بنیاد پر چھینا جائے گا۔

مقامِ تعجب ہے کہ پاکستان میں لاکھوں ہندو، عیسائی، پارسی اور بدھ مت کے پیروکار موجود ہیں۔ اور یہ سب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ اور کھلے بندوں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کا لٹریچر شائع ہوتا ہے، اُن کے آرگن شائع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرقہ تو کھلم کھلا اعلان کرتا ہے اور اس عقیدے کی تبلیغ کرتا ہے کہ دنیا کا نجات دہندہ صرف اور صرف یسوع مسیح (علیہ السلام) تھا۔ ان کے سوائے اور کسی کو یہ شرف حاصل نہیں اور حضرت مسیحؑ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ انجیل کے بعد کوئی آسمانی کتاب نازل نہیں ہوئی گویا وہ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھلے منکر ہیں،

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

## تمہارے ہاتھوں میں کیسے خنجر!؟

میرے قبیلے کے بے ضرر۔ مہربان لوگوں پہ
آزمائش کی وہ گھڑی ہے
کہ جس کا ایک ایک لمحہ، لہو کی تحریر بن گیا ہے
خوشا کہ وہ اُس مقامِ عشقِ رسولؐ پہ ہیں!
کہ صبرِ ایوبؑ اُن کی قسمت ہے
اُن کی تقدیر بن گیا ہے

ستم کے اِن مرحلوں پہ
ان کے دِلوں کی دھڑکن
خدائے برتر کی عظمتوں کی دلیل و دمساز بن گئی ہے
اُسی کی ہمراز بن گئی ہے
کہ اُن کی سانسوں میں لا اِلٰہ ہے
کہ اُن کے ماتھوں پہ ربِّ اکبر کی عظمتوں کا
مثیلِ عیسیٰؑ سے راہبوں کا
عجب نشاں ہے
یہی نشاں وجہِ امتحاں ہے

وہ لوگ جو خود کو رحمتِ ایزدی کا وارث سمجھ رہے ہیں
نہ جانے شمر و یزید کے نقشِ پا پہ چل کر
رسولِ برحق سے عشق کی
کونسی شرط، کون سا حق ادا کریں گے

متاعِ لوح و قلم کے اِن وارثوں سے پوچھو
خُدا کے اِن نائبوں سے پوچھو
کہ تم تو وہ ہو کہ جن کا آقاؐ محبتوں کا پیامبر تھا

تمہیں کہو پھر تمہاری آنکھوں میں آگ کیسی؟
تمہارے ہاتھوں میں کیسے خنجر!؟
تمہارے دامن پہ کس کا خوں ہے؟

یہ شر ہے عشقِ نبیؐ نہیں ہے
وفا نہیں ہے۔ یہ فقط جنوں ہے

سلیم صدیقی۔ سکاربرو۔ کینیڈا

# خطبہ جمعہ

## حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ نبوت ۱۳۶۳ ہش مطابق ۲ نومبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن

| |
|---|
| سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——————— ایڈیٹر |

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات قرآنی تلاوت فرمائیں :-

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

(سورۃ حجر آیت ۹۰ تا ۱۰۰)

اس کے بعد فرمایا :-
جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ بعض احمدی ڈاکٹروں نے اس عدالت میں ایک مقدمہ دائر کیا تھا جسے پاکستان میں

## شرعی عدالت

کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعض پہلوؤں پر تو میں نے پہلے روشنی ڈالی تھی کہ قرآن کریم

## معاملات میں فیصلوں سے متعلق

کس عدالت کو شرعی سمجھتا ہے اور کسے غیر شرعی سمجھتا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ عدلیہ کی تعریف شرعی عدالت پر صادق آتی ہو قرآن کریم سے اس کے سوا کچھ بھی استنباط نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں تک عقائد کا تعلق ہے یعنی نظریات کا تعلق ہے قرآن کریم انبیاء کے سوا کسی شرعی عدالت کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور انبیاء کے بعد صرف خدا کو اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن قرار دیتا ہے کہ اس شرعی عدالت کی سپریم کورٹ قرار دیتا ہے۔ اور اس سلسلے میں قرآن کریم میں دونوں قسم کے احکامات ملتے ہیں ایسے احکامات بھی جن کا تعلق بنی نوع انسان کے آپس کے معاملات سے ہے اور اس میں قرآن کریم بار بار یہی ہدایت فرماتا ہے کہ اگر تم میری نمائندگی کرتے ہو اگر تم میرا

خوف کرتے ہو تو پھر عدل سے فیصلے کرو۔ خواہ فیصلہ کرتے وقت ایک فریق ایسا بھی ہو جو تمہارا دشمن ہو۔ اور خواہ فیصلہ کرتے وقت ایک فریق ایسا بھی ہو جو تمہارا مذہبی دشمن ہو۔ اور جس نے تمہیں، تمہارے اس بنیادی حق سے بھی محروم کر دیا ہو کہ تم اوّل البیت میں جاکر خدا کے نام پر حج کرو۔ اس سے زیادہ شدید مذہبی دشمنی کا ایک مسلمان کے لئے تصور ممکن نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم مذہبی دشمنی کی مثال دے کر اس بات کو خوب کھول دیتا ہے کہ ہماری مراد یہ نہیں کہ معمولی دشمنی ہو بلکہ اتنی شدید نفرت ہو اس قوم کو تم سے کہ تمہیں

## حج بیت اللہ کی بھی اجازت نہ دیں

ایسی صورت میں بھی جب تم انصاف کی کرسی پر بیٹھو، انصاف سے کام لو۔ یہ ہے شرعی عدالت کا جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، قرآنی نظریہ۔ لیکن جہاں تک عقائد کا تعلق ہے۔ اُن کے لئے تو کسی حد تک بلکہ مجبوری ہے انسان سے فیصلے کروانے پڑتے ہیں لیکن جہاں تک نظریات کا تعلق ہے تو قرآن کریم اجازت دیتا ہے نہ اس کا کوئی تصور پیش کرتا ہے کہ تم یا خدا کے سوا نظریات کا فیصلہ کسی اور سے کروایا جائے بلکہ اگر نظریات کے فیصلے کے لئے کسی اور کی طرف رجوع کیا جائے تو اس کے لئے قرآن کریم میں بہت سخت انداز پایا جاتا ہے۔

چنانچہ اسی موضوع سے متعلق سورہ نساء میں اکسٹھویں آیت میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝
کہ کیا تم نے ایسے لوگوں کے متعلق خبر نہیں پائی۔ ایسے لوگ نہیں دیکھے

## جو دعوے تو یہ کرتے ہیں

یا گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے ہیں، اُس چیز پر جو تیری طرف اُتاری گئی۔ اور اس پر بھی ایمان لے آئے ہیں جو تجھ سے پہلے اُتاری گئی۔ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ۔ لیکن اس کے باوجود وہ طاغوت یعنی غیر اللہ کی طاقتوں کی طرف فیصلوں کے لئے رجوع کرتے ہیں وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ۔ اور واضح طور پر اُن کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اُن کا انکار کر دیں اُن کے فیصلے کی اہلیت کا ہی انکار کر دیں۔ اُن کے اس دعوے کا ہی انکار کر دیں کہ وہ مذہبی معاملات میں فیصلے کے مجاز ہیں۔ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں بہت بُری طرح گمراہ کر دے۔ چنانچہ ان معاملات میں اللہ تعالیٰ انبیاء کو حَکَم قرار دیتا ہے اور قرآن کریم میں بکثرت ایسی آیات پائی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم بن کر آتے تھے۔ اور انبیاء کی تعریف میں ہی اُن کا حَکَم ہونا شامل فرما دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آئندہ زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک حَکَم کی خبر دی اور فرمایا کہ جب اختلافات بڑھ جائیں گے اور مسلمانوں کی حالت خراب ہو جائے گی تو اس وقت خدا تعالیٰ نازل فرمائے گا حَكَمًا عَدْلًا۔ ایسی عدالت کو نازل فرمائے گا جو حَکَم ہوگی، عدل ہوگی۔ فیصلہ کرے گی اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرے گی اور

## وہ عدالت مسیح موعودؑ ہے۔

"نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن"
(کشتی نوح)
پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس، ۱۰ بے راہندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون:- 27-0441
گرام:- "GLOBEXPORT"

کسی جگہ بھی اشارۃً بھی یہ بات نہیں فرمائی یا مومنوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ جب تمہارے آپس میں مذہبی عقائد کے اختلافات واقع ہو جائیں تو تم اپنے فیصلے اپنے علماء سے کروا لو کہ کس کا عقیدہ سچا ہے۔ بلکہ فرمایا انتظار کرو ایسی صورت میں اللہ کی طرف سے دوبارہ عدالت قائم کی جائے گی اور حکم و عدل ہی یہ فیصلے کرے گا کہ کس کا عقیدہ سچا تھا اور کس کا غلط تھا چنانچہ اس مضمون کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ مسلمانوں کے درمیان

## شدید اختلافات

پیدا ہو جائیں گے اور اُن اختلافات کے نتیجے میں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ شدید بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگی ایک بدنظمی پیدا ہو جائے گی۔ اُس وقت سادہ لوح عوام الناس اپنے علماء کے پاس جائیں گے کہ فیصلے کروائیں لیکن وہاں وہ جو کچھ دیکھیں گے وہ فیصلہ کرنے کے مجاز لوگ نہیں ہوں گے۔ کچھ اور اُن کو نظر آئے گا! وہ جو الفاظ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختلافات کے زمانے کے علماء کے بارے میں استعمال فرمائے ہیں وہ ایسے سخت ہیں کہ وہی الفاظ اگر میرے منہ سے یا کسی اور

## احمدی کے مُنہ سے

یہ علماء سنیں تو قتل و غارت پر آمادہ ہو جائیں گے اس لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آئندہ زمانے کے حالات کی خبر دی یہ بتایا کہ اُمت میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے عقائد میں خصوصاً اور جب نظریات بٹ جاتے ہیں تو اُمتیں بٹ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں یہ نہیں فرمایا کہ علماء کے پاس جاؤ اور اُن سے فیصلے لو۔ فرمایا وہ جو غلط فہمی سے علماء کے پاس جائیں گے فیصلوں کی خاطر ان کو وہاں کچھ اور ہی نظر آئے گا۔

دوسری جگہ اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے اور ظاہر بات ہے کہ یہ اختلافات کے دور کی بات ہے اختلافات کے دور کے علماء کی بات ہے اس لئے اتنی واضح ہدایات کے باوجود جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا شدید انذار موجود ہے قرآن کریم کھول کھول کر اسی مضمون کو بیان فرما رہا ہے کہ مذہبی عقائد کے معاملے میں کسی بندے کو فیصلے کا اختیار نہیں سوائے اللہ کے نبی کے۔ اور وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ وہ

## خدا سے علم پا کر

فیصلے کرتا ہے اور اگر اس سے تمہارا اختلاف ہے تو پھر خدا فیصلہ کرے گا کسی اور کا کام نہیں ہے فیصلے کرے۔ اس کے باوجود کوئی مسلمان کسی دوسرے عالم کے پاس اپنے مذہبی عقائد لے کر فیصلوں کے لئے جا ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ یہ جو ہمارے وکلاء اس بیہودہ شرعی عدالت میں پہنچے یہ ہرگز اس غرض سے نہیں گئے تھے نہ انہوں نے یہ پیشکش کی نہ انہوں نے یوچھا کہ تمہارا ہمارے متعلق کیا خیال ہے ہم مسلمان لگتے ہیں تمہیں یا غیر مسلم نظر آتے ہیں نہ یہ پوچھا کہ خاتم النبیین کی تشریح بتائیں ہمیں کیا ہے جن کو خدا تعالیٰ نے زیر عطا فرمایا ہو جن کے اندر حکم اور عدل نازل ہو گئے ہو جو اللہ سے علم پا کر قرآن کا عرفان انہیں بخشا گیا ہو اُن کا کیا کام ہے کہ منکرین کے پاس جا کر اُن سے پوچھیں کہ ہم سچے ہیں کہ جھوٹے ہیں یہ تو بحث ہی نہیں تھی۔

## بحث تو صرف یہ تھی

کہ تم لوگ سچے ہو کہ جھوٹے ہو تم لوگوں نے جو یہ آرڈیننس جاری کیا ہے قرآن سے دیکھ کر ہمیں بتاؤ تمہیں کیا لگتا ہے کہ کیا قرآن اس آرڈیننس کے پیچھے ہے یا اس کے مخالف کھڑا ہوا ہے۔

## یہ تھا فیصلے والا مسئلہ

اور صرف مرکزی نقطہ اتنا تھا کہ قرآن کریم کی رُو سے کسی انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو قرآن کریم کو سچا تسلیم کرتا ہو اور واجب التعمیل سمجھتا ہو، یہ ایمان رکھتا ہو کہ قرآن کریم کا حکم ماننا ضروری ہے اُس کو قرآن کریم پر عمل کرنے سے کسی رنگ میں بھی محروم کر سکتا ہے یا نہیں دو ٹوک اتنی بات تھی صرف۔ اور اپنے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا ان کے فیصلے کو چیلنج کیا گیا تھا کہ تمہارے غلط فیصلے ہو رہے ہیں اور تم اپنی قوم پر ظلم کر رہے ہو ایک ایسے آمر کو جس کی آمریت کا جواز عوام الناس کی طرف سے بھی نہیں ملتا اُس کو خدا کا نمائندہ بنا رہے ہو، اُس کو یہ حق دے رہے ہو کہ وہ شریعت کے متعلق فیصلے کروائے اور شرعی عدالتیں مقرر کرے۔ یہ مسئلہ تھا حق طلب

## اس کے اوپر کوئی بحث نہیں کی گئی

حیرت کی بات ہے۔ وہ سارا فیصلہ آپ پڑھ لیں اس میں اشارۃً بھی یہ بحث موجود نہیں کہ کیوں احمدیوں کے دلائل اس معاملے میں غلط ہیں قرآن کہاں یہ فیصلہ دیتا ہے کہ قرآن کریم کو واجب التعمیل سمجھنے والے کو جو ایمان رکھتا ہو کہ قرآن پر عمل ضروری ہے اس کو قرآن کریم پر عمل سے محروم کیا جا سکتا ہے اور دوسری یہ بات پوچھی گئی تھی کہ اگر یہ دیتا ہے فیصلہ تو کہاں دیتا ہے اور کس کو دیتا ہے اختیار۔ کیا جمہور کو اختیار دیتا ہے کہ وہ جسے چاہیں یا ان کے نمائندے جسے چاہیں محروم کر دیں قرآن پر عمل کرنے سے یا نقلی سلطان کو اجازت دیتا ہے یا کسی فوجی آمر کو اجازت دیتا ہے اس کا ذکر کہیں قرآن سنت میں ہونا چاہیے تھا اتنا اہم معاملہ ہے ایک بندے کو اس کے

## مذہبی حقوق سے محروم

کیا جا رہا ہو اور قرآن و سنت میں ذکر ہی نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تو اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے جو ذکر ہے وہ گالی گلوچ ہے ایسی عامیانہ زبان ہے ایسی بے ہودہ کلامی کی گئی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کہ وہ تو لگتا ہی نہیں کہ کوئی شرعی زبان استعمال کی گئی ہے کجا یہ کہ کوئی عدالت ہو اور عدالت بھی چھوڑیں شرعی عدالت۔

چنانچہ انہوں نے جو گالیاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دے کر جو کہا ہے وہ یہ ہے کہ جھوٹا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) خدا پر افتراء کرنے والا ہے مکار ہے دھوکے باز ہے اور اس لئے قرآن کریم حق دیتا ہے کہ جو قرآن کو سچا سمجھتے ہیں اُس پر عمل نہ کریں اگر دھوکے باز ہو کوئی اور اُس کے ماننے والے ہدایت پا جائیں نعوذ باللہ من ذالک۔ کوئی دھوکے باز ہو اور ماننے والے ہدایت پا جائیں اور قرآن پر عمل کا فیصلہ کر لیں۔

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام)
محتاج دعا: اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این انٹرپرائزز
NO.75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD, BANGLORE - 560002
PHONE:- 228666,

اگر تمہی سننا کا (پہنچی) ہے تو پھر وہ کہتے ہیں کہ تمہیں ہدایت نہیں اب تمہیں پانے دی جائے گی قرآن کریم کو سچا سمجھنے کا حق ہی تم سے چھین لیا جائے گا اور سچا سمجھتے ہو تو خدا کا حکم ایک طرف ہوگا اور آمرِ وقت کا ایک طرف اور آمر کی بات تمہیں ماننی پڑے گی قرآن کو چھوڑنا پڑے گا یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔

دوسری دلیل ان کی اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس سے کیا تعلق اس بات کا کہ شریعت اسلامیہ کسی آمر کو اجازت دیتی ہے کہ نہیں کہ وہ قرآن پڑھنے سے کسی کو محروم کردے۔ اگر یہ دلیل درست ہے تو پھر وہ لوگ جو قائداعظم کو کافرِ اعظم کہتے تھے وہ قرآن کی طرف کھڑے تھے وہی احرار تھے جو کل تک قائداعظم کو کافرِ اعظم کہہ رہے تھے اور اُن میں سے کسی نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ

## وہ تو لعنتیں ڈالنے والے لوگ تھے

وہ تو کہتے تھے سب سے بڑا ظلم کیا ہے اسلام پہ جو پاکستان بنا دیا ہے قائداعظم نے۔ اور وہ قائداعظم کو کافر اور اُن کے پاکستان کو۔ پلیدستان کہتے تھے۔ اُن کے متعلق پھر کیا حکم ہوگا شرعی عدالت کا کہ جنازہ پڑھنے والے سے اگر یہ سلوک کرتا ہے قرآن کریم کہ قائداعظم کا جو جنازہ نہیں پڑھے گا اس کے متعلق پیشگوئی ہے کہ یہ اُس سے ہو جانا چاہیئے تو پھر جو اُس کو کافرِ اعظم کہتے ہیں جو اُس کے بنائے ہوئے ملک کو پلیدستان کہتے ہیں ان کے متعلق بھی تو کوئی سلوک ہونا چاہیئے آخر۔ وہ بھی پھر نکالیں کچھ آگے پڑھیں واقعہ یہ ہے کہ

## پلیدستان کہنے والے آج زور لگا رہے ہیں

کہ کسی طرح پلیدستان بن جائے۔ کیونکہ جو حرکتیں ہیں وہ پاکستان والی نہیں ہیں پوری کوشش ہے کہ ہم بنا کے دکھا دیں اور بعد میں کہیں دیکھو ہم کہتے ہیں تھے کہ پلیدستان بنے گا قائداعظم مرحوم بے چارے نے تو پاکستان ہی بنایا تھا لیکن اب ایسے لوگ اوپر آ گئے ہیں جو فیصلہ کر کے آئے ہیں کہ ہم نے اس کو پلیدستان بنا کے چھوڑنا ہے۔ کیونکہ جو رویہ ہے جو طرز ہے وہ یہی ہے۔

جہاں تک طرزِ کلام کی بات ہے یہ طرزِ کلام تو وہی ہے جو گزشتہ زمانوں میں ہمیشہ سے خدا کے انبیاء کے مخالفین اختیار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم اس کا پورا ریکارڈ رکھتا ہے۔ ایک بڑی تفصیلی تاریخ بیان فرما رہا ہے فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا۔ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو تیرا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ یہ تو ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جو اس نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے نہ خدا نے کلام کیا نہ کوئی بات ہوئی گھر بیٹھے خدا کی طرف باتیں منسوب کرنے لگ گیا۔ دیکھ لیجیئے نوائے وقت کے عنوانات پڑھ لیں اور جنگ کے عنوانات پڑھ لیں اور فیصلہ کریں کہ کیا اس زبان میں اور اُس زبان میں کوئی فرق ہے۔ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو

## ظلم لے کر آئے ہیں

اور شدید جھوٹ بولتے ہوئے آئے ہیں۔ زور کے ساتھ آئے ہیں۔
وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
اور وہ یہ کہتے ہیں کہ پرانے اس قسم کے جھوٹے آتے چلے آئے ہیں۔ پہلے بھی آئے تھے وہ جھوٹے۔ اور ایسی باتیں ہیں اس کو پڑھانے والے پڑھایا کرتے تھے اپنی طرف سے باتیں نہیں کرتا۔

پھر دوسری جگہ فرماتا ہے وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ ۔ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى ۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ
دوسری ایک یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ ہمارے آباء و اجداد کے مذہب سے اُکھیڑتے ہیں ہمیں، اور اس وجہ سے حق ہے ایک آمر کو کہ وہ تبلیغ روک دے ایک دلیل ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ دلیل تو دشمنِ دین دیا کرتے ہیں حق کے دشمن دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک حق کا تعلق ہے اس کو تو تبلیغ سے کوئی خوف نہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم اور آپؐ کے غلام تو نہیں تھے جو لوگوں کو مکے میں آنے سے رد کیا کرتے تھے کہ تم ہیں آ سکے

## تبلیغ کرتے ہو ہم تمہیں ماریں گے

طائف والے کچھ اور لوگ تھے اُن کی شکلیں ہی اور تھیں۔ وہ رد کیا کرتے تھے کہ ہمارے شہر میں نہیں آنا تم نے۔ تم تبلیغ کرتے ہو اور ہمارے آباء و اجداد کے دین سے ہمیں منحرف کرتے ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۔ جب اُن کے اوپر کھلے کھلے ہمارے نشان پڑھے جاتے ہیں قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ ۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی ولی کوئی نہیں انسان ہے ایک عام تمہاری طرح کا۔ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا


## ارشادِ نبوی ﷺ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری)

ترجمہ: تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے

محتاجِ دعا: کے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)


## بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ اوّل

اب بس انتظار ہی کرو۔ پس اِن حالات میں ہماری جماعت کی بھی بالکل وہی کیفیت ہے لیکن جہاں تک فتح کی خوشخبریوں کا اور بشارتوں کا تعلق ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برابر دی جا رہی ہیں اور ساری دُنیا میں لوگوں کو ایسی بشارتیں مل رہی ہیں اس لئے فرمایا میں پورے یقین اور ایمان بھرے جذبات کے ساتھ جماعت کو تسلی دیتا ہوں۔ کہ تم اس بارہ میں ذرہ بھر بھی شک نہ کرو۔ اور فکر ہی نہ کرو۔ یہ فتح آئیگی اور یقیناً آئیگی ہاں تم اپنا کام اور اپنے فرائض پورے خلوص اور ایمانی جذبہ کے ساتھ انجام دیتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

فرمایا۔ بعض لوگ حالیہ ریفرنڈم کے بعد کچھ مایوسی کے عالم میں مشورۃً لکھ رہے ہیں کہ جس قوم کی غلامانہ کیفیت کی یہ حالت ہو۔ اس سے مستقبل قریب میں کیا امید رکھی جا سکتی ہے اس بارہ میں حضور نے فرمایا کہ میں ایسے ناصحین کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہی وقت دراصل خدا تعالیٰ کے جلووں کے اظہار کا ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی ایک تقدیر ہے جو انجام کار غالب ہو کر رہے گی۔ ........ اس بارہ میں مایوسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں! ضروری یہ ہے کہ ہمارا سر نیاز اُس مالک تقدیر کے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکا رہے آپ نے بڑے پُرجلال الفاظ میں فرمایا۔ کہ مشکلات خواہ کس قدر بھی ہوں مگر خدا کی قسم! میں اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوں۔ اور فرمایا۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے احمدیت اور اسلام کی فتح کو ہر روز قریب سے قریب تر آتے دیکھ رہا ہوں۔ آزمائشیں اگر زیادہ ہیں اور لمبی ہیں تو فتوحات بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے بڑی ہوں گی۔ فرمایا ہم نے جس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے وہ بیوفائی کرنے والا ہاتھ نہیں۔ وہ کبھی بیوفائی نہیں کرے گا۔ مگر ضروری ہے کہ ہم بالکل اُسی کے ہو جائیں اور اُسی کے آستانہ پر خود کو جھکا دیں اور اسی کی تسلیم و رضا ہماری زندگی اور ہمارا ایمان ہو جائے۔ (آمین)

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ۔ صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین سے تمہیں منحرف کر دے جو تمہارے باپ دادا مانتے چلے آئے تھے۔ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى وہ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کہ یہ ایک جھوٹ ہے جو خود بخود گھڑ لیا گیا ہو اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا حق جب اُن کے پاس آیا تو انہوں نے یہ کہا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ یہ تو جادوگری اور جھوٹ ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ پھر اور بھی بہت سے لفظ استعمال کئے گئے مجنون، اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ۔ کہ تو تو پاگل ہو گیا ہے۔ تجھے تو مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ اور غیروں نے بھی پھر یہ آواز پکڑی، آج تک اسلام کے شدید دشمن گندہ دہنی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق استعمال کرتے ہیں۔ اس کا صرف جو اس مضمون کی آیات ہیں ناممکن ہے کہ ایک جگہ وہ ساری آیات پڑھ کر سنا دی جائیں لیکن قرآن کریم جو جواب سکھاتا ہے وہ ایسا ہے۔

### ہمیشہ کے لئے ایک زندہ جواب ہے

جب کبھی ایسی صورت حال پیدا ہو۔ تو یہی وہ جواب ہے جو ہمیں دینا چاہئیے فرماتا ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ تو نے جھوٹ بنا لیا ہے۔ مفتری، ہے تو۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ اگر میں نے جھوٹ بنایا ہے تو یہ سوال نہیں ہے کہ تم مجھے مارو سوال یہ ہے کہ تم اگر بچانا بھی چاہو تو اللہ سے مجھے بچا نہیں سکو گے۔ کیا عمدہ جواب ہے بیک وقت انسان کے دخل کی نفی کر دی گئی ہے دونوں طرف سے۔ حیرت انگیز کلام ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایسی صورت میں تم نہ مجھے مارو، اللہ مارے گا۔ فرماتا ہے کہ اتنا تو دور کنار اگر تم سارے میری حفاظت پہ بھی مامور ہو جاؤ گے، اپنی ساری طاقتیں مجھے بچانے کے لئے استعمال کرو گے تب بھی نہیں بچا سکو گے مجھے۔ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم بے ہودہ سرائی کرتے ہو اور گندے کلام کرتے ہو۔ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ۔ میرے اور تمہارے درمیان وہی کافی ہے گواہ، اللہ جو بہتر جانتا ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے یا نہیں بھیجا وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور وہ بہت مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرماتا ہے وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ۔ جھوٹا کون ہے گنہگار کون ہے؟ يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا۔ افاک اور اثیم جو کہنے والے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی تعریف بتاتا ہے کہ افاک اثیم ہمارے نزدیک کون ہوا کرتا ہے۔ فرماتا ہے وہ جو اللہ کے نشانات کو سنتا ہے پھر تکبر کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر منہ موڑ لیتا ہے اور اصرار کرتا ہے اپنے تکبر پر اس طرح طرز عمل اختیار کرتا ہے جیسے اس نے سنا ہی کچھ نہیں اس کو عذاب الیم کی خوشخبری دے دو وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا۔ اور دوسری علامت ان لوگوں کی یہ ہے کہ خدا کے کلام کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ یہ بحث ہوتی ہے کہ اللہ نے کسی سے کچھ کہا یا نہیں کہا وہ کوئی تمسخر کا وقت تو نہیں ہے۔ فرماتا ہے ایسے موقع پر یہ تمسخر شروع کر دیتے ہیں اور یہ ایک ایسی

### عادت مستمرہ ہے جھوٹے لوگوں کی

کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وقت تک کی جو تاریخ قرآن نے محفوظ فرمائی ہے۔ اس میں ایک بھی استثناء قرآن نہیں بتاتا۔ انبیاء استہزاء نہیں کرتے ان سے جب وہ قرآن کی باتیں کرتے ہیں وہ سنجیدگی سے ان کو جواب دیتے ہیں جب وہ پہلی کتابوں کی باتیں کرتے ہیں وہ سنجیدگی سے ان کو جواب دیتے ہیں جب وہ مذہب اور دین آخرت، اور ان سنجیدہ امور کی گفتگو کرتے ہیں حوالے دیگر کتب سے جن کا انسان کی زندگی اور بعد الموت سے تعلق ہے۔ تو وہ بڑی سنجیدگی سے اس کلام کا جواب دیتے ہیں ایک گروہ ایسا ہے جو تمسخر سے پہچانا جاتا ہے گندی گالیاں دینے والا، جھوٹ بولنے والا، تمسخر کرنے والا۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ ان کے لئے مُہین عذاب مقرر ہے۔ مُہین سے مراد ہے چھوٹا کر دینے والا ذلیل اور رسوا کر دینے والا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا۔ اِنِّيْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

### میں اُسے ذلیل و رسوا کرونگا

جو تجھے ذلیل و رسوا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ کیا با موقعہ ہے یہ الہام۔ اُن لوگوں کے متعلق جو انکار کرتے ہیں قرآن کریم یہ محاورہ استعمال فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ ایمان لانے والوں کا تعلق ہے قرآن کریم اُن کے متعلق فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا۔ اُن کا غیروں کا مقابلہ جو چل پڑا جو ایمان لے آئے اُن کے اور غیروں کے درمیان کیسے فرق ہوگا کون فیصلہ کرے گا۔ اس کے متعلق قرآن کریم فرما رہا ہے۔ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زبان سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم میں سے ایک گروہ اس بات پر ایمان لے آیا ہے جسے میں لیکر آیا ہوں جس کی خاطر مجھے بھیجا گیا ہے۔ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا اور ایک گروہ ہے جو نہیں ایمان لایا۔ یہی شکل پیدا ہوا کرتی ہے۔ جب بھی کوئی خدا کی طرف سے دعویٰ کرتا ہے تو دنیا پھر دو گروہوں میں بٹ جاتی ہے۔

### ایک ایمان لانے والا اور ایک ایمان نہ لانے والا

اس کا علاج کیا ہے؟ کوئی اعلان جنگ نہیں ہے۔ کوئی عالمی ٹکراؤ کا اعلان نہیں ہے۔ فرمایا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ تم ایسے موقعہ پر صبر سے کام لو۔ انتظار کرو۔ کیونکہ ایسے موقعے پر اللہ ضرور فیصلہ کیا کرتا ہے۔ جب تک خدا فیصلہ نہ فرما دے اب ان دو گروہوں کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہے خدا کے فیصلے کا انتظار کرو۔ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

اِن امور کی روشنی میں ناممکن تھا کہ کوئی احمدی کسی بھی دنیا کی عدالت میں خواہ اس کا کوئی نام ہو یہ معاملہ لیکر جاتا کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں کہ ہم سچے ہیں یا ہمارا مخالف سچا ہے۔ اعتقادات

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر
کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!!
الرؤف جیولرز
۱۰- خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر: ۶۱۴۰۶۹

کے لحاظ سے۔ دُنیاوی معاملات ہیں تو ایک مُسلمان کو غیر مُسلم کی عدالت میں بھی جانا پڑتا ہے۔ اپنے سے اختلاف رکھنے والے کی عدالت میں جانا پڑتا ہے۔ اور دُنیاوی معاملات میں اسلام مذہب کی تفریق ہی کوئی نہیں کرتا۔ یہودی آنحضور صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عدالت میں آجایا کرتے تھے فیصلوں کے لئے۔ خلیفۂ وقت اپنے مخالف فریق کو اختیار دیتا ہے کہ تم چُن لو کوئی نمائندہ اور ہم فیصلہ کروا تے ہیں۔ لیکن دنیاوی امور میں۔ جہاں تک قرآن کا حکم ہے اُس معاملے میں کوئی فیصلہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ دُنیاوی امور تک ٹھیک ہے اور یہ بھی ممکن ہے جیسا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے یہ تسلیم کیا کہ یہ فیصلہ قرآن سے کر لو۔ کہ قرآن کس کو اجازت دیتا ہے اور کیا اجازت دیتا ہے۔ اِس قسم کے امور میں۔ لیکن عقیدوں کے مقابلے میں تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔ اگر اُصول میں تم نے دخل دیا اور وہ اُصول قرآن کی رُو سے صحیح ثابت نہ ہو تو میں پابند نہیں ہوں کہ تمہاری بات مانوں۔

## قرآن کی بات چلے گی تمہاری نہیں چلے گی

تو خاص شرطوں کے ساتھ اور یہ شرطیں لازم ہیں ہر مُسلمان پر۔ صرف حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کا معاملہ نہیں تھا ہر مسلمان کے لئے یہی حکم ہے۔ تم غیروں کی عدالت میں دوسروں کی عدالت میں آپس کے جھگڑے طے کرنے کی خاطر صُلح کی خاطر امن کی خاطر مقدمے لے جا سکتے ہو۔ لیکن یہ اجازت نہیں ہو سکتی کسی فریق کو کہ وہ قرآن کے فیصلے کے خلاف تم سے بات کرے اور پھر تمہیں وہ بات واجب التعمیل ہو تمہیں تسلیم کرنا ضروری ہو۔ تم اُس صورت میں آزاد ہو جاتے ہو۔ بہر حال نہ وہ اِس غرض سے گئے نہ احمدی کسی دُنیا کی عدالت کا حق تسلیم کرتا ہے اور اصل موضوع کو چھوڑ کر بالکل بے تعلق باتیں اور گالی گلوچ شروع کر دی یہ باتیں دیکھ کر مجھے جسٹس کیانی یاد آ گئے بڑے وہ دلچسپ انسان تھے بڑا اونچا ان کا علم بھی ان کا عدالت کا مقام بھی اُن کا فہم اُن کی پہنچ اور نہایت لطیف باتیں کرنے والے تھے انہوں نے مولوی کے متعلق بعض باتیں بیان کی ہیں اُن کا یہ ایمان تھا کہ

## مولوی جہاں بھی ہو

جس طرح کبھی ہو۔ اس کا جو نام رکھ لو جس زمانے کا ہو وہی رہتا ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ عدالت سے باہر ہو عدالت کے اندر ہو۔ عادل کہلائے یا غیر عادل کہلائے ان کا یہ ایمان تھا کہ ہر زمانے کا مولوی ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو اپنے صاف لطیف انداز میں بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ زمانے بدل گئے اور بہت سی تبدیلیاں آگئیں نئے نئے مضمون آگئے دُنیا میں اور بظاہر مولوی بھی بدل گئے کہتے ہیں لیکن بظاہر بدلے جہاں تک مضمون کا اُستادِ طلباء کا تعلق ہوتا ہے ان کی دلچسپیوں اور ان کے موضوعات کا تعلق ہے اُن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں آج بھی اِن کی دلچسپی کا مضمون لوٹا ہی ہے کہ روڑے کو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ صرف بدلی ہے تو اصطلاح بدلی ہے۔ پہلے زمانے میں یہ بحث ہوا کرتی تھی کہ دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں ماڈل مولوی یہ بحث کرتا ہے کہ clock wise یا Anti clock wise اس کے سوا اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ مولویوں میں اُن کے مضمون پر آپ غور کریں یہ مذاق نہیں ہے۔ ایک بڑا گہرا ایک مضمون بتایا گیا ہے مُلّائیت کے تصوّر کے متعلق۔ مُلّائیت کی حقیقت کیا ہے۔ وہ بھیس بدلتی رہتی ہے زمانے کے مطابق لیکن اس کی اصلیت نہیں بدلتی ایک رجحان ہے ایک ذہنیت ہے۔ اُس کا نام مُلّائیت ہے۔ چنانچہ اِسی اصول کو اگر آپ چسپاں کر کے دیکھیں تو اُن کا مطلب یہ ہے کہ اگر قاضی شریح جس نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور آپ کی آل پر فتویٰ دیا تھا۔ اُس زمانے میں قاضی کہلاتا تھا اگر آج پیدا ہوتا تو اس کا نام جسٹس ہوتا۔ لیکن جسٹس کہلانے سے اس کی شخصیت تو نہیں بدل سکتی تھی۔ جس قسم کے قاضی پیدا ہوئے ویسے ہی قاضی رہتے ہیں۔ اور اگر تقویٰ نہ ہو تو نہ قاضی کہلانے سے اس کے اندر کوئی فرق پڑتا ہے نہ مولوی کہلانے سے فرق پڑتا ہے نہ جسٹس کہلانے سے فرق پڑتا ہے۔ قرآن کریم تقویٰ کی شرط پیش کرتا ہے۔ تقویٰ

کے بغیر کوئی بھی مضمون باقی نہیں رہتا۔ جہاں تک گالیوں کا تعلق ہے ایک احمدی تو گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دے گا۔ اس لئے اِس فیصلے کے خلاف کیا اپیل ہوگی جو گالیاں ہیں۔ ایک دفعہ سندھ میں جہاں ہم ہندؤں میں تبلیغ کرتے ہیں وہاں کا واقعہ مجھے یاد آگیا ایک علاقے میں جہاں خدا کے فضل سے بکثرت ہندو مسلمان ہونے شروع ہوئے کلمہ پڑھنے لگے شرک چھوڑا۔ علماء کو پتہ چلا تو انہیں بہت غصّہ آیا۔ انہوں نے کہا احمدی ہوتے کون ہیں جو ہندؤں میں تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اور ہندؤں کو کلمہ پڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک جماعتِ اسلامی کے مولوی صاحب ایک گاؤں پہنچے جس کا نام کھیوں لوہرہ ہے اور وہاں کی آدھے سے زیادہ آبادی احمدی ہو چکی تھی اللہ کے فضل سے اور

## نمازیں پڑھنے لگ گئے تھے

درود بھیجتے تھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور بچے بھی کلمہ پڑھتے تھے نہایت ہی پیاری آواز میں۔ تو مولوی صاحب وہاں پہنچے اور احمدیوں کے خلاف انہوں نے گندہ دہنی شروع کر دی سٹیج لگایا اور اتنی گالیاں دیں کہ وہ حیران ہو کر تعجب سے دیکھتے رہے کہ ہوا کیا ہے مولوی صاحب کو ہم تو سمجھے تھے کہ ہمیں آ کے کوئی اسلام کی باتیں بتائیں گے کچھ اپنے مذہب میں آنے کی دعوت دیں گے۔ یہ تو ان کو گالیاں دے رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا جو گاؤں کا نمبردار تھا وہ ابھی ہندو ہی تھا وہ اُٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا مولوی صاحب میری ایک بات پہلے سُن لیں اس کے بعد باقی باتیں۔ بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ جب یہ لوگ آئے تھے ہمیں مسلمان بنانے کے لئے تو انہوں نے ہمیں بہت پیاری پیاری باتیں بتائیں تھیں اللہ کا ذکر کرتے تھے محبت سے اور ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے خدا کے پیار کی باتیں کرتے تھے۔ اپنے نبیؐ کے پیار کی باتیں کرتے تھے کہتے تھے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے۔ وہ سب نبیوں سے افضل ہے اور پھر اسلام کے اخلاق کی باتیں کرتے تھے کہتے تھے سب بھائی بھائی ہیں کوئی دشمنی نہیں کوئی نفرت نہیں۔ اِن باتوں نے ہمارے دِل جیتنے شروع کر دیئے اگرچہ میں ابھی تک مسلمان نہیں ہوا۔ لیکن میرا گاؤں میری آنکھوں کے سامنے مسلمان ہو رہا ہے اور میں نے کبھی نہیں روکا کسی کو کیونکہ ایک بھی ایسی بات نہیں جس پر مجھے اعتراض ہو۔ اِس لئے میں نے نہیں کوئی دخل دیا۔ لیکن آج آپ ایک اسلام کا تصور لے کے آئے ہیں۔ اور اس میں آپ گندی گالیاں دے رہے ہیں تو اگر سچائی کی یہ دلیل ہے تو اُس نے کہا کہ پھر میرا لڑکا میرے پاس ہے میں اس کا دوسری طرف اسٹیج لگوا دیتا ہوں۔ اور

## گالیوں میں اِس سے مقابلہ آپ کر لیں

لیکن شرط یہ ہے کہ اگر بیٹا جیت گیا تو آپ ہندو ہو جائیں پھر اور اگر آپ جیتے تو میں اور میرا بیٹا مسلمان ہو جائیں گے کیونکہ گالیوں کے سوا دلیل ہی کوئی نہیں دے رہے آپ۔ یہ بھی اس کی خوش قسمتی تھی کہ مولوی صاحب نہیں مانے یہ بات ورنہ جس قسم کی زبان استعمال کرتے ہیں اُس بیٹے نے ہار جانا تھا۔ اگر کسی کو یقین نہیں آتا تو ربوہ میں اجتماع بند کر کے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے جس جلسہ کی مولویوں کی اجازت دی ہے حکومت نے اس کی ٹیپ سُن لے کو کتنا اس قدر گندہ دہنی ہے اس قدر جھوٹے الزامات و اتہامات کو تو آپ ایک طرف چھوڑیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر خلفاء سلسلہ کے متعلق ایسی ناپاک ایسی گندی زبان استعمال کی ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ کھیوں لوہرہ کا کوئی ہندو بھی اس مقابلے میں جیت سکے۔ یہ حالات ہو چکے ہیں۔ یہاں تک قوم پہنچ رہی ہے اس کو نظر نہیں آرہا ہے کہ ہم کہاں چلے گئے ہیں کیا ہمارا حال ہو چکا ہے۔

جہاں تک قضاء کا تعلق ہے۔ دُنیا کی عدالتیں فیصلے کیا کرتی ہیں۔ اور بعض دفعہ خدا کے بندوں کے خلاف فیصلے کیا کرتیں ہیں اس سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن احکمُ الحاکمین کے فیصلے بھی ضرور پیچھے آیا کرتے ہیں اور جب خدا کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے تو پھر قوموں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اُن مخالف قوموں کا جو تکبّر میں آکر اللہ اور اُس کے بندوں کے خلاف فیصلے دیتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ طٰہٰ میں ایک اسی قسم کے فیصلے کا ذکر ہے۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ اور

آپ کے ماننے والوں کے خلاف فیصلہ دیا۔ تو اُس وقت انہوں نے جواب یہ دیا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِی هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا۔ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اور یہ بہت ہی عمدہ طرز کلام ہے نہایت ہی پیارا اور فصاحت وبلاغت کا ایک عظیم الشان مُرقع ہے۔ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اس کا عملاً یہ معنیٰ بنتا ہے۔ کہ جس فیصلے پر تو تُلا بیٹھا ہے قاضی تو نے کرنا ہی کرنا ہے تُو ظاہر کر دے اس فیصلے کو۔ مُراد یہ ہے کہ تُو عدالت کی کرسی پر نہیں بیٹھا ہوا تو نے ایک بہانا بنایا ہے۔

## ایک تمسخر ہے فیصلوں کے ساتھ

اور پہلے سے ہی نیت ہے بُری ایک فیصلہ دینے کی۔ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ۔ جس فیصلے کی تو نیت لئے بیٹھا ہے جو تو نے کرنا ہی ہے کر دے اس کو اِنَّمَا تَقْضِی هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا تُو محض اس دُنیا کا فیصلہ کر سکتا اس سے آگے نہیں کر سکتا چھوٹی سی آیت میں ایک حکمتوں کا سمندر بند ہے اِنَّمَا تَقْضِی هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا کہ اس دُنیا کے معاملات میں تو تیرا زور چل جائے گا ہمیں سزائیں بھی مل جائیں گی ہمارے خلاف کچھ بد ارادے ہیں جن پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اس سے زیادہ کا تیرا زور کوئی نہیں۔ اور دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ تو دُنیا کی چیز ہے دُنیا کے معاملات کے فیصلے کر سکتا ہے۔ مذہب کے ساتھ تیرا تعلق ہی کوئی نہیں اس دُنیا کی باتیں کر ٹھیک ہے۔ لیکن مذہب میں کیا تعلق ہے تیرا؟ دنیاوی سلطنتوں کو دنیاوی بادشاہتوں اور عدالتوں کو مذہب کے معاملے میں دخل اندازی کا کیا حق ہے۔ اور اگر وہ کریں گے تو اس دُنیا میں ان کا فیصلہ رہ جائے گا۔ قیامت کے دن دُنیا کا کیا ہوا کوئی مذہبی فیصلہ آگے نہیں چلتا۔ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا میں بتایا کہ تیرے فیصلوں کی پہنچ یہاں تک ہے بس قبر سے آگے تیرا فیصلہ نہیں گزر سکتا۔ اور پھر احکم الحاکمین کے ہاتھ میں فیصلہ چلا جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ سورہ حجر میں فرماتا ہے۔ وَ قَضَیْنَا اِلَیْهِ ذٰلِکَ الْاَمْرَ۔ (آگے ایک لفظ چھوٹ گیا ہے۔ مراد یہ ہے اس فیصلہ کا غالباً آنَّ چھوٹا ہے لیکن میں اس کو نہیں پڑھوں گا کیونکہ جب تک یقین نہ ہو اس وقت تک میں اس کو نہیں پڑھتا اس آیت کو) مضمون یہ ہے دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بھی ایک فیصلہ کیا اور اس فیصلے کی طرف ہم اپنے نبی پر اس فیصلے کا اظہار کر دیا۔ قَضَیْنَا اِلَیْهِ ذٰلِکَ الْاَمْرَ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ایک فیصلہ کیا اور پھر اپنے نبی پر اس فیصلے کا اظہار فرما دیا وہ فیصلہ کیا تھا دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ۔ کہ ان کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ ان کی جڑیں کاٹی جائیں گی۔ اور مُصْبِحِیْنَ کا لفظ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ ایک تو یہ کہ قرآن کریم کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر قوموں پر

## عذاب رات کے پچھلے پہر

آئے ہیں۔ جبکہ صُبح ہونے والی تھی اور جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور پیشگوئیوں کا تعلق ہے وہاں بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رات کے پچھلے پہر دفعتہً اچانک غیر متوقع طور پر خدا تعالےٰ کی گرفت پکڑ آئے گی۔ اسی کثرت سے تذکرہ میں یہ مذکور ہے کہ اُس میں کوئی حکمت ہے۔ پچھلے پہر عذاب آنے میں کئی باتیں ہیں قابل غور اُس کو مُصْبِحِیْنَ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ۔ مراد یہ ہے کہ اور پھر فرماتا ہے۔ سَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ جن کو ڈرایا گیا تھا اُن کی کیسی صبح طلوع ہوئی تھی۔ تو انقلاب کے لئے جو ایک روحانی انقلاب برپا ہونا ہوتا ہے۔ اُس کے لئے یہ ایک بہترین وقت ہے۔ ایک طرف ظالم صبح کی انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ اور ایک طرف مظلوم صبح کی انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ اُن کی تباہی اور مظلوم کی صبح کے درمیان فاصلہ کوئی نہیں ہوتا۔ یعنی ایسے وقت میں تباہی آتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی مظلوم کی صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے اور اُن کی صبح ایسی بدتر ہوتی ہے کہ رات سے بھی بدتر صبح آتی ہے ایسی صبح آتی ہے جیسے ایک عرب شاعر نے کہا ہے۔ ؎

وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكَ بِاَمْثَلِ
اَلَا اَیُّهَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ
بِصُبْحٍ وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكَ بِاَمْثَلِ

اے لمبی تاریک رات صبح میں تبدیل ہو جا وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكَ بِاَمْثَلِ لیکن صبح بھی کونسی تجھ سے بہتر آنے والی ہے وہ تو تجھ سے بدتر آئے گی۔ تو اس شعر کا اطلاق کسی اور پر ہو یا نہ ہو۔ لیکن خدا تعالےٰ کے دشمنوں پر ضرور ہوتا ہے۔ اور ایک ہی وقت میں ایک قوم کے لئے حقیقی صبح طلوع ہو رہی ہوتی ہے۔ اور ایک قوم کے لئے رات سے بدتر صبح طلوع ہو رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ جن کو ڈرایا جاتا ہے۔ ان کے لئے کیسی ہی بدبخت صبح ہے جو اُن کے لئے آئی ہے۔

اور پھر فرماتا ہے:۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ۔ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ۔ (دخان: ۲۶)

کتنے ہی جنات کیسے باغات اور چشمے تھے جو انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑے وَزُرُوْعٍ پس لہلہاتی کھیتیاں تھیں وَمَقَامٍ كَرِیْمٍ اور عزتوں کے مقامات تھے ان کے پاس۔ وَنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ اور ایسی ایسی نعمتیں تھیں کہ جن میں وہ زندگی کے تعیش لوٹ رہے تھے۔ كَذٰلِكَ یقیناً اسی طرح تھا۔ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔ لیکن دیکھو ہم نے ان کا کسی اور قوم کو وارث بنا دیا کیونکہ وہ اس بات کے اہل نہیں تھے کہ ان چیزوں کو اپنے پاس رکھیں۔

## امانت میں خیانت کرنے والے لوگ تھے

اس لئے خدا نے وہ امانت ان سے چھین لی۔ واورثناها قومًا آخرین اور قومیں بھی ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے اُن کی نعمتیں چھین کے دوسروں کو دیدی جاتی ہیں۔ لیکن فرمایا ان کا اور ان قوموں کا ایک فرق ہے۔ بعض قوموں کے جب دن پھرتے ہیں۔ دِن بدل جاتے ہیں جب وہ ان کی بلندی کے زمانے تنزل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تو بعض دفعہ صدیاں چھوڑ کر ہزاروں سال لوگ ان کی اس حالت پر روتے ہیں۔ وقت یاد کرتے ہیں کیسے کیسے عظیم الشان وقت ہے وہ آئے اور ہاتھوں سے نکل گئے۔ بغداد پر جو تباہی آئی سینکڑوں سال ہو چکے ہیں۔ آج تک لوگ اس تباہی کے اوپر روتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔ اسپین پر جو تباہی آئی اور مسلمانوں سے حکومت چھینی گئی کتنا دردناک واقعہ گزرا ہے۔ آج تک مسلمان جب اس تاریخ کو پڑھتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ اسی طرح رومن ایمپائر کو رونے والے دُنیا میں موجود ہیں۔ مگر فرمایا وہ لوگ جو خدا کے انبیاء کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی ہلاکت اور ان ہلاکتوں میں ایک فرق ہے۔ ان کو کوئی رونے والا نہیں ہوا کرتا جو بعد میں آئے۔ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ۔ نہ ان پر آسمان روئے گا۔ نہ اُن پر زمین روئے گی۔ نہ کبھی آسمان نے اُن پر رویا نہ کبھی زمین نے ان پر آنسو بہائے۔ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ اور پھر وہ کبھی مہلت نہیں دیئے گئے۔ کیا عظیم الشان ایک اظہار ہے اور اتنا ہی دردناک ہے۔ آپ انبیاء کی تاریخ پڑھ لیں۔ دُنیا کی قوموں پر خواہ وہ ظالم بھی ہوں۔ اگر وہ انبیاء سے نہیں ٹکرائیں تو ان پر رونے والے آپ کو ملیں گے لیکن اُن قوموں پر جو انبیاء سے ٹکرا کے ماری گئی ہیں ان پر کوئی رونے والا آپ کو نہیں ملے گا وہ لوگ جو نوحؑ کے مقابل پر آ کر ہلاک ہوئے اور غرق کئے گئے۔ ان کے تذکرے آپ پڑھتے ہیں تمام دُنیا کی کتابوں میں اور تمام کہانیوں میں اُن کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ایک بھی آنکھ ایسی نہیں جو اُن لوگوں پر آنسو بہاتی ہو آج اگر کسی ایسے علاقے میں بھی جہاں سیاسی لحاظ سے دشمن قابض ہوں۔ وہاں بھی اگر ۵۰۰ زیادہ آ جائے اور دو چار جانیں ہلاک ہو جائیں۔ تو مخالف نظریہ رکھنے والے بھی رو پڑتے ہیں بعض اوقات عام تباہیاں جو ہیں دُنیا کی اُن میں پھر اپنے اختلافات بھول جاتے ہیں اب دیکھئے وہاں ایتھوپیا میں ایسے سینیا میں وہ اشتراکی ملک ہے بڑا سمت مخالف ہے۔ لیکن اُس کے باوجود چونکہ ایک تباہی عام ہے۔ یہاں یورپ میں انگلستان میں امریکہ میں ان کے حالات پر

## لوگ آنسو بہا رہے ہیں

اور قربانیاں بھی پیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ عجیب استثناء ہے کہ وہ قومیں جو خدا کے انبیاء سے ٹکراتی ہیں۔ اور اس بنا پر اس جرم میں ہلاک کی جاتی ہیں ان پر کبھی کسی آنکھ نے آنسو نہیں بہائے سماء سے مراد روحانی لوگ ہیں اور زمین

سے مراد ارض سے مراد زمینی لوگ ہیں۔ مراد ہے ایسے بدبخت لوگ ہوتے ہیں نہ ان پر پھر آسمانی لوگ آنسو بہاتے ہیں نہ اِن پر زمینی لوگ آنسو بہاتے ہیں۔ پس جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے ہم نے تو مذہب قرآن سے سیکھا ہے اور یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ قرآن جس مذہب کی تاریخ پیش کر رہا ہے وہی تاریخ ہے جو ہمارے لئے ایک سند ہے اور اگر ہماری تاریخ بھی اُسی خون سے لکھی جائے۔ جس خون سے پہلے انبیاء کے ماننے والوں کی تاریخ لکھی گئی تھی تو یہ ایک بہت ہی بابرکت مقام ہوگا بہت ہی عزت اور شرف کا مقام ہوگا۔ لیکن اُس تاریخ پر ہم

## قرآن کریم کی زبان میں لعنت ڈالتے ہیں

جو انبیاء کے منکرین کی تاریخ ہے۔ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ ہلاکت ہو لعنت ہو ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی اور یہ قرآن کریم بار بار اس بات کو دُہراتا ہے اور بار بار بڑے دردناک طریق پر لوگوں کو جگانے کی کوشش کرتا ہے کہ جب بھی خدا کی طرف سے کوئی آئے اس کی مخالفت مول نہ لو اس سے شرافت و دجاوت کا سلوک کرو۔ اگر تمہیں نہیں یقین آتا تو ایک طرف ہٹ جاؤ لیکن تمہارا یہ حق نہیں ہے کہ گندہ کلاق کر کے خدا تعالیٰ کے عذاب کو سہیڑو۔ لیکن عجیب بدقسمتی ہے انسان کی کہ بار بار بار بار پھر اُسی تاریخ کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ جو مغضوب کی تاریخ ہے جو ضالین کی تاریخ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملے کو بڑی وضاحت سے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ کا اپنے مجرموں سے دو قسم کا معاملہ ہے۔ اور مجرم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ مجرم ہیں جو حد سے زیادہ نہیں بڑھتے۔ اور وہ نہایت درجہ کے تعصب سے ضلالت کو نہیں چھوڑتے مگر وہ ظلم اور ایذا کے طریقوں میں ایک معمولی درجہ تک رہتے ہیں۔ اور اپنے جور و ستم اور بے باکی کو انتہا تک نہیں پہنچاتے پس وہ تو اپنی سزا قیامت کو پائیں گے۔ اور خدائے علیم اُن کو اس جگہ نہیں پکڑتا کیونکہ ان کی روش میں حد سے زیادہ سختی نہیں۔ لہٰذا گناہوں کی سزا کے لئے صرف ایک ہی دن مقرر ہے جو یوم المجازات ہے۔ اور یوم الدین ہے۔ اور یوم الفصل کہلاتا ہے۔ دوسری قسم کے وہ مجرم ہیں جو ظلم اور ستم اور شوخی اور بے باکی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خدا کے ماموروں اور رسولوں اور راستبازوں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالیں۔ اور دُنیا پر سے ان کا نام و نشان مٹا دیں۔ اور اُن کو آگ کی طرح بھسم کر ڈالیں۔ ایسے مجرموں کے لئے جن کا غضب انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ سُنّت اللہ یہی ہے کہ اسی دُنیا میں خدا تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکتا ہے۔ اور اسی دُنیا میں وہ سزا پاتے ہیں۔ علاوہ اُس سزا کے جو قیامت کو ملے گی۔“

پس اب تو وقت ایسا آ رہا ہے جیسا کہ میں نے بار بار توجہ دلائی تھی آخر یہ پھر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس وقت غضب کو جوش میں لانے کا وقت نہیں ہے۔ رحم کو جوش میں لائیں کیونکہ غضب کو جوش میں لانے والی حرکتیں تو جو قوم کر رہی ہے وہ کر ہی رہی ہے یہ وقت بد دُعا کا نہیں ہے یہ وقت اِس دُعا کا ہے کہ

## اللہ رحم فرمائے ہمارے ہم وطنوں پر

اور چند بدقسمتوں کے نتیجے میں قوم کو سزا نہ ملے۔ اِس تیزی سے حالات گندگی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور بے حیائی اور گستاخی اور بے باکی اس طرح سر اُٹھا رہی ہے کہ دن بدن مجھے تو یہ خوف پیدا ہو رہا ہے کہ اس ملک پر کب اور کیا آفت ٹوٹے گی اور جو اِس آفت کو لانے میں زور لگا رہے ہیں ان کو فکر ہی کوئی نہیں یعنی ان کی فکر بھی ہمیں کرنی پڑ رہی ہے۔ اِس لئے جماعت کو میں پھر تاکید کرتا ہوں ایک تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ یہ نہ ہو کہ جماعت کسی طرف منسوب ہو سکے کہ جماعت نے بے صبری کے نتیجے میں ایسے حالات پیدا کر دیئے اس کے نتیجہ میں اُن کی شامت آگئی۔ حتی المقدور صبر سے کام لیں اور صبر پر قائم رہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جہاں تک پیش چلے۔ بس چلے اپنی قوم کے لیے دُعا کریں۔ اور جو پاکستانی نہیں ہیں وہ پاکستان کے لئے دُعا کریں آخر انسان ہیں وہاں بسنے والے۔ ہماری اکثریت ان میں سے مظلوموں کی ہے ہماری اکثریت ناواقفوں کی ہے۔ ان کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو اخبار جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ جو مولوی کی آواز سُنتے ہیں بے چارے اپنی معصومیت میں ماننے لگ جاتے ہیں۔ اِس لئے ان کا معاملہ غفلت کا ہے۔ بالارادہ ظلم کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔ ان کے لئے دُعا کریں اگر سچی انسانیت ہے تو کسی کے دُکھ میں

## اس کی سزا میں مزا نہیں آیا کرتا

استغفار کی کیفیت تو پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کا خوف بڑھ جاتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ جو ائمۃ الکفر ہیں ان کے لئے ضرور استغفار کے ساتھ ایک لذت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ان سورتوں کا بھی ذکر فرماتا ہے اور جب بہت حد سے زیادہ بڑھے ہوئے لوگوں پر خدا تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے۔ تو اُس دن مومن جو ہیں وہ فرح محسوس کرتے ہیں یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن کی طبیعت کشادہ ہو جاتی ہے۔ بشاش ہو جاتی ہے لیکن عام حالت نہیں ہے۔ عام حالت میں عذاب اور سزا کے اوپر مومن کا دل کڑھتا ہے اور اپنے بھائی کی تکلیف سے دُکھ محسوس کرتا ہے۔ اس لئے اس فرق کو ہمیشہ محسوس رکھیں۔ اور جہاں تک ملک کا تعلق ہے میں بار بار بتا چکا ہوں آپ کو ہمارے لئے وہی نمونہ ہے جو قرآن کریم نے پیش فرمایا ہے فرماتا ہے۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تجھ سے مذاق کرنے والے استہزا کرنے والوں کے لئے ہم کافی ہیں۔ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ وہ لوگ جنہوں نے خدا کے سوا معبود بنائے ہیں بعض دفعہ بندوں کو بنا لیتے ہیں۔ بعض دفعہ خواہشات کو بنا لیتے ہیں۔ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ وہ ضرور یقیناً جان لیں گے۔ کہ وہ گھاٹے والے ہیں۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمیں پتہ ہے کہ تیرے دل کو کیا دُکھ پہنچتا ہے جب یہ باتیں کرتے ہیں۔ یہ میں نے اس لئے آیت پڑھی ہے کہ ایک احمدی سمجھتا ہے کہ میرے دل کی تو پتہ نہیں کیا حالت ہو گئی ہے کٹ گیا مر گیا اور اللہ ابھی تک کچھ نہیں فرما رہا۔ اور کیوں اللہ تعالیٰ اچانک ساری تبدیلیاں نہیں پیدا کر دیتا۔ یہ جو کیفیت ہے یہ حضرت مصطفیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کی کیفیت ہے جو قرآن بیان فرما رہا ہے۔ اور تیرہ سال مسلسل اور اُس کے بعد بھی اس کیفیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے زیادہ محبوب بندے کو رکھا۔ اور وہ تبدیلیاں جو اس کے نزدیک مقدر تھیں وہ اسی وقت آئیں جب وہ وقت مقدر تھا تو بڑا ظلم ہوگا ایک انسان بے صبری دکھائے۔ اور اپنے دل کی حالت جانتے ہوئے جو اس پہ گزر رہی ہے وہ یہ باتیں شروع کر دے اپنے رب کے اوپر کہ اتنی دیر ہو گئی ہے سجدہ کرتے ہوئے سجدہ گاہ میں تڑپتے ہوئے اے خدا کہاں گیا تو۔

## تیری رحمت کیوں نہیں آ رہی

یہ جوش دلانے کے لئے محبت و پیار کے فقرے تو ٹھیک ہیں۔ لیکن دل کی کیفیت یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ بعض دفعہ انسان لاڈ سے بعض دفعہ اپنے محبوب کو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے ایسی ادائیں کر لیتا ہے یہ قصے ہی اور دُنیا کے ہیں۔ لیکن میں سنجیدگی کی بات کر رہا ہوں۔

## اپنے دل پر خدا کے متعلق میل نہیں لانی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے خدا فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ۔ ہم جانتے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ تیرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ اور اس سے زیادہ کسی دل پر نہیں گزر سکتی۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل پر گزرا کرتی تھی۔ غیروں کا غم جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ اور اپنوں کا غم جن کے متعلق فرماتا ہے رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ تھے۔ کبھی کسی انسان کے متعلق خدا تعالیٰ نے

کسی کتاب میں یہ گواہی نہیں دی کہ وہ رؤف و رحیم تھا یہ خدا کی صفات ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ و بالمؤمنین رؤف رحیم۔ محبوبؐ تھا ہے وہ کہ وہ دعویدار جو یہ کہتا ہے کہ مَیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے زیادہ کسی سے پیار کرتا ہوں ماؤں سے بڑھ کر پیار ممکن ہے۔ لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بڑھ کر پیار ممکن نہیں۔ اُس دل پر کیا گذرتی ہوگی جب صحابہؓ کو تکلیف پہنچ رہی تھی۔ اور اس صورت حال کو بیان کرکے تلقین کیا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ۔ فسبح بحمد ربک وکن من الشٰجدین۔ رب سے شکوہ نہیں کرنا۔ جو حالت گذر جائے تیرے دل پر سبح بحمد ربک اپنے رب کی حمد کے گیت گاتے چلے جاؤ تم۔ من الشٰجدین۔ اور ہمیشہ سجدہ ریز رہ۔ خدا کی رضا کے حضور اپنا سر اطاعت جھکائے رکھ۔ واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین۔ اور یہ فیصلہ لے کر بیٹھ خدا کے در پر کہ اس رب کی مَیں عبادت کرتا چلا جاؤں۔ حتّٰی یاتیک الیقین۔ یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ الیقین کا ترجمہ مفسرین نے موت کیا ہے۔ حالانکہ یقین کا ظاہری معنی تو ہے یقین کا پہنچ جانا۔ یعنی کسی یقینی بات کا رونما ہو جانا۔ مفسرین نے جو معنی کئے ہیں وہ بھی درست ہیں۔ بالکل صحیح ہے مراد ان معنوں میں یہ بنے گی کہ تیرا کام یہ ہے کہ خدا کی عبادت اور اُس کے حضور اطاعت کے جذبات میں ایسا پختہ ہو جا کہ یہ ارادہ لے کر بیٹھ۔ یہ ارادہ لے کر خدا کے حضور سجدہ کر۔ کہ کچھ بھی ہو جائے۔

## موت سے پہلے میرا سجدہ ختم نہیں ہوگا

یعنی یہ مقصد نہیں بتایا کہ فتح تک میرا سجدہ رہے گا کامیابی تک میرا سجدہ رہے گا فرمایا موت تک سجدہ ہے یہ اس موت سے پہلے جو تو دکھاتا ہے تیری مرضی ہے تو دکھائے یا نہ دکھائے۔ لیکن میری فطرت کے ساتھ میرے ارادے کے ساتھ اُس کا کوئی تعلق نہیں میرے سجدے پر دُنیا کے حالات کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گے۔ مَیں تیرا مطیع بندہ رہوں گا۔ آخر وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی تیری اطاعت سے باہر نہیں نکلوں گا یہ ہے تعلیم جو خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دی تھی۔ پس احمدی کو اسی تعلیم پر قائم ہونا چاہئیے۔ اور یہ ارادہ لے کر خدا کے حضور سر جھکانا چاہئیے۔ یہ سر کٹ تو جائے گا۔ لیکن تیرے مقابل پر اُٹھ نہیں سکتا۔ جس قسم کے بھی ابتلاء آئیں موت کے آخری سانس تک ہم حاضر ہیں ہمارے آقا۔ جس طرح چاہے تو ہمیں آزما۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا۔

نماز آج جمع ہوگی۔ کیونکہ اب یہاں کے وقت ایسے ہو چکے ہیں کہ جمعہ کے بعد اگر ڈیڑھ بجے پڑھا جائے تو عصر کے لئے الگ نماز کا وقت نہیں رہتا۔ بلکہ دونوں وقت مل جاتے ہیں۔ اور اُس کے بعد ایک جنازہ غائب ہوگا۔ عبد الخالق صاحب لدھیانوی کراچی کے تھے جو بہت ہی مخلص فدائی سلسلہ کے کام کرنے والے۔ اُن کی وفات ہوگئی تھی اور جنازہ ربوہ لے جایا گیا لیکن اُس وقت زیادہ لوگ شامل نہیں ہو سکے کسی وجہ سے۔ اُن کی بچی کی درخواست تھی کہ اِن حالات میں چونکہ آپ نے منع کیا تھا مَیں نے جنازہ غائب کی درخواست ہی نہیں کی مگر وہ انداز ایسا تھا کہ مَیں خود ہی اُس سے رُک نہیں سکا۔ اور اللہ اُن کو غریق رحمت فرمائے بہت ہی مخلص فدائی آدمی تھے۔ ایک دفعہ وہ چندہ جیب میں ڈال کے جا رہے تھے ادائیگی کے لئے تو رستے میں جیب کٹ گئی۔ کراچی کی جماعت نے اُن کو یہ پیشکش کی کہ ہم آپ کو جانتے ہیں نہایت مخلص دیندار آدمی ہیں سوال ہی نہیں آپ کی غلط بیانی کا تو یہ چندہ چھوڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ واپس آئے اپنی بیوی سے یا کسی عزیز سے کہا

## زیورات کا بیچا

اور یہ چندہ ادا کیا۔ اور اللہ کے فضل سے وہ داغ نہیں لیا کہ کوئی یہ کہہ سکے کہ چندہ کا مال تھا کھا گیا۔ اور اُس کے معاً بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ کہ اُن کو پتہ بھی نہیں تھا کہ کوئی اُن کی رقم ایسی ہے جو دفتر میں کہیں زیر غور پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ جب اس واقعہ کے بعد چندہ ادا کرنے کے بعد ایک دن دفتر گئے تو پتہ لگا کہ جتنی رقم ادا کی تھی انہوں نے اُس سے بعینہٖ دوگنی رقم دفتر میں اُن کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ یہ آپ کا حساب کوئی پُرانا پڑا ہوا تھا وہ اب نکلا ہے وہ اب ہم آپ کو دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی پھر اُن سے ایسا تھا۔ اللہ اُنہیں غریق رحمت فرمائے۔ اُن کا جنازہ غائب ہوگا نماز کے بعد اور ایک ہمارے عزیز مرم میرے ماموں زاد بھائی ہیں بشیر الدین صاحب ان کی بیٹی عائشہ بشیر الدین احمد ان کا نکاح ہے میر مظہر علی صاحب سے انشاء اللہ نماز جنازہ کے بعد یہیں ہوگا۔

---

# ایک ایمان افروز واقعہ

مرسلہ مکرم رشید احمد صاحب چوہدری لنڈن

پاکستان کے شہر کراچی کے ایک محلہ میں ایک شخص اللہ دتا نامی رہتا تھا۔ جس کے پڑوس میں ایک احمدی گھرانہ آباد تھا۔ سامنے جماعت احمدیہ کی مسجد تھی۔ اللہ دتا احمدیت کا مخالف تھا اور مولویوں کے زیر اثر اتنا تھا کہ ہر وقت احمدیوں کو بُرا بھلا کہتا رہتا۔ اُدھر مسجد میں نماز ہو رہی ہوتی اُدھر وہ ایسی ایسی خرافات بکتا کہ خدا کی پناہ۔ ایک دن شام کے وقت مسجد میں گھس آیا اور مؤذن کو جو اذان دے رہا تھا اذان دینے سے منع کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء سے پہلے کا ہے۔ جب احمدیوں کے لئے پاکستان میں اذان دینے پر پابندی نہ تھی۔ جب مؤذن نے اذان جاری رکھی تو اس نے آگے سے لاؤڈ سپیکر ہٹا کر پرے پھینک دیا پھر مسجد سے چٹائیاں اُٹھا اُٹھا کر باہر گلی میں پھینکنے لگا۔ اسی اثنا میں اس کا بھائی بھی آگیا اور اُس کو زبردستی پکڑ کر اپنے گھر لے گیا مگر اللہ دتا ضد کا پکا تھا۔ خدا کے گھر سے نکالا گیا تو کیا ہوا احمدی ہمسائے کے گھر پتھر اور غلاظت پھینکنا شروع کر دیا۔ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد تو احمدیت کے خلاف اُس کی کارروائیاں تیز ہوگئیں۔ ایک دن مسجد کی دیوار پر اشتہار چسپاں کرتا ہوا پکڑا گیا۔ اشتہار میں درج تھا کہ احمدیو! توبہ کر لو ورنہ تم پر بڑی تباہی آئے گی۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ وغیرہ وغیرہ جو کچھ بھی مُلاّں نے اُسے سکھایا تھا اس پر اس کا پکا ایمان تھا۔ احمدیوں کو خط بھی لکھتا تھا کہ اُمت مسلمہ صرف تمہاری وجہ سے پریشان ہے ساری آفتیں جو ملک پر آرہی ہیں ان کا باعث احمدی ہی ہیں۔ وظیفہ کرنے میں بڑا پکا تھا گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جس کے نیچے بیٹھا وظیفہ کرتا رہتا۔ اسی درخت پر اس نے دو جھنڈے بھی گاڑ رکھے تھے۔ چونکہ اس کا مکان مسجد کے عین سامنے واقع تھا اس لئے اس کی مغلظات سُن کر نمازیوں کی طبائع بڑی مکدر ہوتی تھیں مگر دُعا کے سوا وہ کیا کر سکتے تھے۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ۲۸ر ستمبر ۱۹۸۴ء جمعہ کی رات کو اس نے پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال کر خودکشی کر لی۔ اپنی بیوی کو پہلے ہی طلاق دے چکا تھا پولیس گھر میں آئی۔ نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ اس کی جیب میں سے رقعہ برآمد ہوا جس میں لکھا تھا کہ میں خودکشی کر رہا ہوں اور میری قبر میرے گھر کے کمرے میں بنانا۔ اگلے دن جنگ اخبار میں یہ خبر چھپی کہ ایک جنونی آدمی نے خودکشی کر لی ہے۔ اس کے بھائی کا بیان ہے کہ مُلاؤں کے زیر اثر رہ کر اور وظیفہ کر کر کے وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا۔

اہل محلہ کو جب اس کی خودکشی کی خبر ملی تو سب نے لعن طعن کی جب تک گھر میں نعش پڑی رہی کوئی تعزیت کے لئے نہ آیا۔ نہ ہی کسی نے کھانے کا بندوبست کیا۔ شام کو جب احمدی ہمسائے کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے اپنی جیب میں سے رقم دے کر لواحقین کے لئے کھانے کا انتظام کرایا۔

---

## دعائے مغفرت

پچھلے دنوں خاکسار کے خاندان میں دو اموات ہوئیں جن سے کافی صدمہ پہنچا۔ ا۔ خاکسار کے بیٹے عزیز حامد احمد سلمہٗ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ر جنوری کو بیٹا عطا کیا جو ۳۱ر جنوری کو وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ (۲) :۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم مولوی نور الحق صاحب انور ربوہ میں مورخہ ۴ر فروری کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ موصوف سلسلہ کے خادم تھے اور تحریک جدید کے ماتحت مشرقی افریقہ، امریکہ اور جزائر فجی میں کئی سال تک سلسلہ کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آجکل فضل عمر فاؤنڈیشن میں کام کر رہے تھے۔ بہت ہی دعا گو صاحب رویا و کشوف تھے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ مولا کریم جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ آمین۔ خاکسار۔ بشیر احمد دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

# پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

راقم: ایک درویش از امریکہ

ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پاکستان کے چند احمدی مسلمانوں نے پاکستان کے صدر کے ظالمانہ اور غیر اسلامی آرڈیننس کے خلاف پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں ایک درخواست پیش کی تھی۔ اس میں عدالت سے گزارش کی گئی تھی کہ شریعت اسلامیہ کے خلاف اس آرڈیننس کو منسوخ کر کے احمدی مسلمانوں کے انسانی حقوق بحال کر دیئے جائیں۔ تا کہ وہ اپنے مسلک پر آزادی سے عمل کر سکیں۔ مگر ان کی اس درخواست کو رد کر دیا گیا۔ حالانکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ آرڈیننس جہاں ایک طرف اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے وہاں دوسری طرف اس سے انسانی حقوق بھی پامال ہو رہے ہیں۔ اسلام نے اپنے مخالفین اور معاندین کو نہایت واضح الفاظ میں اپنے نظریات کے دلائل پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کا واضح اعلان ہے کہ:۔

"ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ"

یعنی۔ اے اسلام کے مخالفو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس کے دلائل پیش کرو۔ اور اپنی سچائی ثابت کرو۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے واضح ہے کہ اس کا تعلق اسلام کے مخالف یہودیوں اور عیسائیوں سے ہے۔

اس آرڈیننس کے ذریعہ احمدی مسلمانوں کے لئے اسلام فروش علماء کی انگیخت پر یہ پابندیاں بھی عائد کر دی گئی ہیں کہ وہ اللہ اکبر کی اذان بھی نہیں دے سکتے اگر کوئی اذان دینے کی کوشش کرے گا تو اسے تین سال کی سزا اس لئے دی دی جائے گی۔ جس طرح کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاندینِ اسلام نے تین سال کے لئے ابو طالب کی حویلی میں قید کر دیا تھا۔ گویا کہ تین سال کی سزا تجویز کر کے مکفرین مکہ سے مشابہت قائم کر دی گئی ہے۔

احمدی مسلمانوں کی اس درخواست کا وہی حشر ہوا جو قاضی شریح کے بھائی بندوں سے توقع کی جا سکتی تھی مگر اس فیصلہ میں ایک عجیب و غریب بات بھی بیان کی گئی ہے جس کے بارہ میں ہم یہاں کچھ عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں قاضی شریح کے اس شاگرد رشید نے اس کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ یہ حقیقت دُنیا کے تمام مذاہب سے واضح ہے کہ جب سے یہ دُنیا آباد ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ نسلِ انسانی میں نبوت اور شریعت کا آغاز کیا ہے شیطان اور رحمان کی جنگ کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے اور طاغوتی طاقتیں ہمیشہ اپنے لاؤ لشکر اور اپنی عددی اکثریت کے گھمنڈ میں اس امر میں کوشاں رہیں کہ وہ حق کو شکست دیدیں۔ مگر مذاہب عالم کی تاریخ گواہ ہے کہ شیطان کو ہمیشہ شکست ہی نصیب ہوئی۔ اور اس کے لاؤ لشکر اور عددی اکثریت کے اللہ تعالیٰ نے پرخچے اُڑا کر رکھ دیئے۔ شیطان خواہ ہرناکس کا روپ دھارن کر کے آیا۔ خواہ راون کا روپ اختیار کر کے آیا۔ خواہ کنس کا۔ خواہ نمرود اور شداد کا۔ خواہ ابو جہل کا۔ اللہ والے ہمیشہ غالب ہوتے رہے۔ اور ہوتے رہیں گے۔ یہی تقدیر الٰہی ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

"کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ"

اس تقدیر الٰہی کو دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی بدلنے میں ناکام رہی اور آئندہ بھی ناکام رہے گی۔ جو بھی اس سے ٹکرائے گا اس کی اللہ تعالیٰ اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ اُس کے ہاں دیر تو ہے مگر اندھیر نہیں۔

"جیتیں گے آخر صادق حق کا مزہ یہی ہے"

اس میں کوئی شک نہیں کہ الٰہی جماعتوں کو بڑے سے بڑے کٹھن امتحانوں میں سے گذرنا پڑا۔ اور حق پرستوں کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا۔ ان کے سینوں پر بڑے بڑے پتھر بھی رکھ دیئے گئے۔ مگر خدا کے ان مقدس بندوں کے لبوں پر پتھروں کے نیچے دب رہنے پر بھی خدا کے نام کی آواز ہی بلند ہوتی رہی۔ ان کے قدم ذرہ بھر نہ ڈگمگائے۔ اشرفیوں کی تھیلی پر بک جانے والے اسلام فروش مولویوں نے اپنی عددی اکثریت کے گھمنڈ میں خوشی کے گیت گائے۔ اور فلک شگاف نعرے بھی لگائے۔ انجام کار ان کو بربادی کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہوا۔ آج دُنیا خدا کے ان پیاروں پر کروڑوں کروڑ درود بھیج رہی ہے۔ مگر ان اسلام فروش علماء کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے سب مٹ گئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان حق کی مخالفت میں کمربستہ ہو جاتا ہے تو اس کی عقل بھی اس کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ اور اس کی سوجھ بوجھ کو تالے لگ جاتے ہیں۔ اس کو کچھ بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اور اس کا مطلب کیا ہے۔ اور اس کی زد میں کون کون آتا ہے۔ یہی حال قاضی شریح کے عظیم شاگرد پاکستان شرعی عدالت کے جج صاحب بہادر کا ہے۔ وہ احمدیت کی مخالفت میں حق سے اتنا دُور ہو گئے ہیں کہ انہوں نے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ وہ کیا گوہر فشانی فرما رہے ہیں۔ آپ نے احمدیت کے خلاف قلم اُٹھاتے ہوئے اپنی طرف سے بہت بڑا تیر چلایا ہے کہ:۔

"حضرت عیسیٰ دُنیا میں اُمت مُسلمہ کے ایک فرد اور اسلامی شریعت کے پیرو کار کے طریق پر ظاہر ہوں گے"

سبحان اللہ! کیسی عمدہ بات بیان کی ہے بیسویں صدی کے حضرت قاضی شریح نے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ خدا تعالیٰ نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے مقدس کلام اور آخری اور دائمی شریعت میں رسولاً الیٰ بنی اسرائیل فرمایا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کا رسول شریعت اسلامیہ کا پیرو کار کس طرح بن جائے گا۔ اس کی انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ شاید وہ قرآن شریف کی بھی اصلاح کرنے کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ موجودہ قرآن شریف کے کسی مقام پر بھی یہ مرقوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسیٰ کو معزول کر کے اُمت مسلمہ کا فرد بنا دیا جائے گا۔

یہاں پر ایک سوال اُبھر کر سامنے آجاتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کی پابندی کرنے والے بنی اسرائیل کے رسول کو شریعت اسلامیہ کے احکامات کا علم کیسے ہو گا؟ کیونکہ عمل سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے۔ بغیر علم کے وہ کیونکر سمجھیں گے کہ شریعت اسلامیہ کے کیا کیا احکام ہیں۔ شریعت اسلامیہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ خدا کے مقدس رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان کوئی چیز نہیں۔ حضور کو بھی اس کا علم اللہ تعالیٰ سے ہی حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف کا ہی ارشاد ہے:۔

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"

اب سوال یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام فروش مولویوں کے بقول دُنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو انہیں قرآن شریف کا علم اور فہم کیونکر حاصل ہو گا۔ کیونکہ جب وہ اپنی بعثت کے وقت دُنیا میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت قرآن شریف کا ظہور ہی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تو حضرت نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دُنیا کو قرآن شریف ایسی بابرکت کتاب ملی تھی۔ اور جب قرآن شریف دُنیا میں ظاہر ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا میں تشریف فرما نہ تھے۔ بلکہ اسلام فروش مولویوں کے بقول ہی وہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جا چکے تھے۔ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام جب قرآن شریف کی آیات لے کر خدا تعالیٰ کے آخری رسول کے پاس آتے تھے۔ تو اس سے پہلے یا بعد کو ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی وہی آیات لے کر جاتے تھے اگر یہ صورت ہے تو اس صورت میں خدا کا آخری رسول کون ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم؟ کیونکہ قرآن شریف تو ان دونوں مقدس رسولوں میں کسی کا بھی ذاتی طور پر نہ تھا۔ وہ تو خدائے پاک کا کلام تھا۔ جو بیک وقت دونوں پر نازل ہو رہا تھا۔ ایک رسول پر زمین میں اور دوسرے پر آسمان میں۔ اس طرح دونوں کی پوزیشن یکساں ہو گی۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فوقیت ضرور حاصل ہو گی کہ وہ صاحب قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب انجیل بھی ہوں گے جبکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صرف صاحب قرآن۔ کیونکہ قرآن شریف

بیک وقت دونوں پر نازل ہوا۔ وفاقی شرعی عدالت کے چودھویں صدی کے قاضی شریح کو اس بات کا بھی فیصلہ دیدینا چاہیئے تھا کہ اس صورت میں خدا کے ان دونوں مقدس رسولوں میں سے کون بڑا ہے؟ اور کس کی شان زیادہ ہے؟ اب یہ سوچنے والی بات ہے کہ شرعی عدالت کے جج صاحب بہادر احمدیت کی مخالفت میں گمراہی کے کس گڑھے میں جا گرے ہیں۔ اب صرف یہ کسر باقی ہے کہ وہ اپنے حکمران کو ساتھ لے کر کسی قریبی گرجے میں تشریف لے جائیں اور بپتسمہ لے کر عیسائیت اختیار کر لیں اور اسلام فروشی کا کاروبار ترک کر دیں۔

ایک اور سوال یہاں یہ سامنے آتا ہے کہ آپ لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنے رسولوں پر اپنا کلام نازل کرتا ہے تو اس کے لئے ان کی اپنی زبان ہی استعمال کرتا ہے۔ کسی دوسری زبان میں نہیں۔ اس صورت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن کریم عربی زبان میں نازل نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ عربی ان کی زبان نہ تھی۔ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت سے معزول نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت تو وہ خدا تعالیٰ کے ہی نبی تھے۔ ایسی صورت میں ان کی اپنی زبان میں ہی قرآن شریف نازل ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ اسلام فروش مولوی کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی کو اس کی ہی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ تو گویا کہ اس وقت بیک وقت دونوں زبانوں میں قرآن شریف نازل ہوتا تھا۔ ایک تو عربی میں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان تھی۔ اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان میں۔ اگر آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جاتے ہی نبوت سے معزول ہو گئے تھے۔ اس صورت بات میں پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت اسلامیہ کے احکامات سے واقفیت کیونکر حاصل ہو گئی؟ کیا وہ پہلے اس سے تعلیم حاصل کریں گے۔ یا کوئی اور صورت ہوگی شرعی عدالت کے جج صاحب بہادر نے اس امر کو بھی نظر انداز کر دیا ہے کہ علمائے اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے پر بھی انہیں نبی ہی تسلیم کیا ہے۔ وہ اس وقت بھی نبی اللہ ہی ہوں گے۔ بلکہ ان کی نبوت سے منکر کو کافر بھی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

”امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے اور احادیث نبویہ میں اس کی تصریح ہے کہ مسیح موعود نبی ہے۔“

(تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۹ر نومبر ۱۹۶۸ء)

ایک اور صاحب نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

”ختم نبوت اور نزول مسیح میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نزول ثانی میں نبی ہوں گے اور امتی بھی۔“

(افسانہ قادیان صـ۱۰)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اس تعلق میں یہ فرمایا کہ :۔

”من قال بسلب نبوته فقد کفر حقا“ (حج الکرامہ صـ۴۳۱)

یعنی جو حضرت مسیح کی نبوت سے انکار کرے گا وہ پکا کافر ہوگا۔

اب پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب اسلام فروش مولویوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور اسلامی شریعت پر عمل کریں گے۔ تو ان کو شریعت کے مسائل کا کیونکر علم ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ علم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ہی عطا کرے گا یا کوئی اور طریق اختیار کرے گا۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو منفرد حیثیت حاصل ہوگی۔ نیز ان کو عربی زبان میں نہیں بلکہ ان کی اپنی عربی زبان میں ہی قرآن شریف وغیرہ پڑھایا جائے گا۔ تو اس صورت میں مروجہ عربی قرآن کی کیا پوزیشن رہے گی؟ کیونکہ دنیا کے پاس پھر دو قرآن ہوں گے ایک عربی کا اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان کا۔ لوگ اس وقت کس قرآن کے مطابق ہوں گے۔ اگر ان کو قرآن شریف کی تعلیمات اور شریعت کی تفصیلات کا خود بخود علم ہو جائے گا۔ تو یہ بات الوہیت سے تعلق رکھتی ہے۔ کسی چیز کا خود بخود علم ہونا تو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ نبیوں اور رسولوں اور عام لوگوں کا نہیں۔ جس بات کا علم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عظیم الشان نبی کو خود بخود حاصل نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم عطا کرنے پر ہی ہوا۔ اس کا علم اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبکہ وہ بقول حضرت جج صاحب بہادر شرعی عدالت کے نبی بھی نہیں ہوں گے کیونکہ ایک عام مومن مسلمان بھی ہوں گے تو ان کو خود بخود قرآن شریف کیسے آ سکتا ہے۔ اور جبرائیل کا نزول بھی اسلام کے بعد اسلام فروش مولوی صاحبان کے نزدیک ممکن نہیں۔ تو ایسی حالت میں ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ پہلے وہ اسلام کا علم مولوی صاحبان سے حاصل کریں گے۔ اور پھر اسلام کی تبلیغ شروع کریں گے تو پھر وہ کس مولوی صاحب سے پڑھیں گے۔ پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کے جج صاحب سے یا کسی اور اسلام فروش سے یعنی کسی شیعہ سے پڑھیں گے یا کسی اہل حدیث سے یا کسی اہل سنت سے یا کسی اہل قرآن سے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ سب فرقے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ ان کافروں سے اسلامی شریعت کا علم حاصل کریں گے۔ یہ مسئلہ ہمیں ضروری قابل حل ہے۔ اگر انہیں کسی مولوی صاحب سے اسلام کا علم حاصل کرنے کی حاجت نہ ہوگی تو وہ اسلام کے بارہ میں معلومات کیونکر حاصل کر سکیں گے۔ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ان کو سب علم خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ تو بھی ایسا خیال رکھنے والے حضرات کو گرجوں کی طرف رخ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ گرجوں میں ہی ابن المسیح کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اسلام تو مسیح کی الوہیت کا قائل نہیں وہ تو انہیں رسولاً الی بنی اسرائیل ہی تسلیم کرتا ہے۔

اے اسلام فروش مولوی صاحبان! جو خدا کے مقدس مسیح کو گالیاں دینا قرآن شریف کی تلاوت سے بڑھ کر ثواب کا موجب تسلیم کرتے ہو۔ اس بات کو ہرگز نہ بھولو کہ ہم سب ایک دن مل کر اپنے رب العزت کے حضور پیش ہوں گے۔ اور وہاں اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ وہاں کوئی بھی کسی کے کام نہ آ سکے گا۔ صرف اپنے اعمال ہی کام دیں گے۔ ہر شخص کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا موجب ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسولاً الی بنی اسرائیل تھے۔ وہ ایک وقت گذار کر دوسرے انبیاء کی مانند اپنے رب کے حضور جا چکے ہیں۔ ان کی قبر سرینگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔ وہ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ کیونکہ یہی قرآن شریف کی مقدس تعلیم ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی کتب میں مسیح کی دوبارہ آمد سے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دوسرے جسم میں ہوں گے پہلے میں نہیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

”وجب نزوله فی آخر الزمان تعلقه ببدن آخر۔“

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد آخری زمانہ میں ان کی دوسرے بدن میں ہوگی پہلے میں نہیں۔ اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس حدیث میں آنے والے مسیح کے بارہ میں ”امامکم منکم“ فرما کر بتا دیا ہے کہ وہ آسمان سے نازل نہیں ہوگا۔ اور نہ اُسے زمین کی کسی غار میں ڈھونڈا جائے۔ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا۔

وفاقی شرعی عدالت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینا قابل افسوس بات ہے خدا کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے امام مہدی کو سلام بھیجا ہے۔ اور یہاں لوگ اُسے گالیاں دینا اسلام کی بہت بڑی خدمت تصور کر رہے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کی حالت پر رحم کرے۔

## لنڈن سے موصولہ اطلاع کے مطابق

۱۔ لنڈن میں منعقد ہونے والا سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ کا بین الاقوامی جلسہ سالانہ نہیں ہے بلکہ صرف جماعتہائے احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ ہے۔ احباب جماعت اس جلسہ کو ربوہ کے جلسہ کا بدل نہ سمجھیں۔

۲۔ جو دوست جماعتہائے احمدیہ برطانیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ یہی کوشش کریں کہ اپنے عزیزان ورشتہ داران کے یہاں قیام وطعام کا انتظام کریں۔

۳۔ جن دوستوں کے وہاں قیام کا کوئی ذاتی انتظام نہ ہو سکتا ہو وہ مورخہ ۲۸؍۲؍۸۵ تک امیر مقامی۔ جماعت احمدیہ قادیان کو اطلاع بھجوائیں تاکہ لنڈن میں ان کی رہائش کے بارے لکھا جائے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

# وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ایک ماہ کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ کریں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

**وصیت نمبر ۱۴۷۱۵** ـ میں سید بشیر احمد ولد مکرم سید فضل الرحمن صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن خوردہ ڈاک خانہ خوردہ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۲/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں صرف دس ہزار روپے بنک بیلنس ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ مجھے مبلغ ۱۷۲۸/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت یکم مارچ ۱۹۸۴ء سے نافذ کی جائے۔

| گواہ شد | العبد | گواہ شد |
|---|---|---|
| سید عبدالسلام صدر جماعت احمدیہ بھونیشور | سید بشیر احمد | سید صباح الدین انسپکٹر بیت المال |

**وصیت نمبر ۱۴۷۱۸** ـ میں فضل الرحمن خان ولد مکرم کمال الدین خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چودوار ڈاکخانہ چودوار ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے ۸ گونٹھ زرعی اراضی واقعہ کیرنگ قیمت ۵۰۰/- روپے اس کے علاوہ مجھے اس وقت مبلغ سات صد روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ مئی ۱۹۸۴ء سے نافذ کی جائے۔

| گواہ شد | العبد | گواہ شد |
|---|---|---|
| سید صباح الدین انسپکٹر بیت المال | فضل الرحمن خان | ممتاز احمد ہاشمی |

**وصیت نمبر ۱۴۷۲۰** ـ میں امۃ العزیز زوجہ سید نصیر الحق صاحب قوم احمدی پیشہ ٹیچر عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن جمشید پور ڈاک خانہ جمشید پور ضلع جمشید پور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۸/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| کان کی بالیاں سونے کی وزنی ۳ ماشے مالیتی | ۵۰۰ ـ ـ |
| گھڑی ایک عدد ہاتھ کی مالیتی | ۱۵۰ ـ ـ |
| سلائی مشین مالیتی | ۳۰۰ ـ ـ |
| میزان | ۹۵۰ ـ ـ |

حق مہر ۱۱۰۰/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ میں اس وقت ایک گرلز سکول میں معلمہ ہوں مجھے ماہوار تنخواہ فی الحال ۱۳۰/- روپے ملتی ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی آمد ہے نہ جائیداد میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور مجھے جو ماہوار آمد ملتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز معہ تاریخ

قبرستان کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ وصیت سے نافذ ہوگی۔

| گواہ شد | الامۃ | گواہ شد |
|---|---|---|
| ظہیر احمد خادم انسپکٹر بیت المال آمد | امۃ العزیز فضل | عبدالحق فضل قادیان |

**وصیت نمبر ۱۴۸۵۱** ـ میں محمد نصیر الدین ولد مکرم سیٹھ محمد معین الدین قوم مسلمان پیشہ تجارت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ ڈاکخانہ چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۲/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میرا گزارہ میری آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی میری یہ وصیت ماہ مئی ۱۹۸۳ء سے نافذ کی جائے۔

| گواہ شد | العبد | گواہ شد |
|---|---|---|
| محمد معین الدین صدر جماعت چنتہ کنٹہ | محمد نصیر الدین | محمد احمد غوری سیکرٹری مال |

**وصیت نمبر ۱۴۶۳۵** ـ میں رفعت سلطانہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میرے پاس ایک دستی گھڑی ہے جس کی موجودہ قیمت مبلغ ۲۰۰/- روپے ہے اور میں اس وقت عارضی طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت کرتی ہوں جس سے ماہوار ۲۵۰/- روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگا) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

| گواہ شد | الامۃ | گواہ شد |
|---|---|---|
| بشیر احمد گھٹیالیاں والد موصیہ | رفعت سلطانہ | جاوید اقبال اختر مدرس مدرسہ احمدیہ |

**وصیت نمبر ۱۴۶۳۶** ـ میں نصرت سلطانہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶/۸۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میرے پاس ایک دستی گھڑی ہے جسکی موجودہ مبلغ ۲۰۰/- روپے ہے۔ اور میں اس وقت عارضی طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت کرتی ہوں جس سے ماہوار مبلغ ۲۵۰ روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

| گواہ شد | الامۃ | گواہ شد |
|---|---|---|
| بشیر احمد گھٹیالیاں | نصرت سلطانہ | جاوید اقبال اختر مدرس مدرسہ احمدیہ |

## ولادت

محترم سیٹھ چمن لال صاحب صراف جو پرانے قادیان کے باشندے ہیں۔ [illegible] سے پرخلوص مراسم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوتا عطا کیا ہے جو سیٹھ اشوک کمار کا بیٹا ہے۔ خدا تعالیٰ اس بچہ کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک بنائے اور سب خاندان کے لئے اسے مبارک کرے آمین =(ادارہ)=

## اس پابندی کا کیا جواز ہے؟ بقیہ

حضورؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں، بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو خاتم النبیین قرار دیتے ہیں۔ قرآن کریم کے صحیفہ آسمانی ہونے کا انکار کرتے ہیں مگر ان پر کوئی پابندی نہیں (اور ہونا بھی نہیں چاہیئے کہ یہ ان کے مذہبی عقائد ہیں) مگر فرقہ احمدیہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے رسول اکرمؐ کی رسالت کا تو قائل ہے، نہ وہ حضورؐ کی رسالت کو آئندہ کے لئے منسوخ قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم کو خدا کی آخری کتاب تسلیم کرتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ غرض تمام ارکان اسلام اس کے دین کے بنیادی عقیدے ہیں حیرت ہے کہ ایسے فرقے پر مسلسل جبر کیا جارہا ہے اور ان پر طرح طرح کی پابندیاں لگائی جارہی ہیں ۱۹۷۴ء میں اس وقت کی قومی اسمبلی نے انہیں کافر قرار دیا ۱۹۸۴ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے انہیں اذان دینے سے روک دیا گیا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرنے سے منع کر دیا گیا اور خود کو مسلمان کہنا ان کے لئے جرم قرار دیدیا گیا۔ ان خلاف ورزیوں کی سزا تین سال قید بامشقت مقرر کی گئی حتیٰ کہ ان کی بعض عبادت گاہوں پر سے کلمہ طیبہ جبراً مٹا دیا گیا جبکہ اس کلمے پر ان کا ایمان ہے کیا کسی مذہب میں جبر اور مداخلت کی اس سے زیادہ واضح کوشش کوئی اور ہو سکتی ہے؟ نا انصافی ہوگی اگر اس حقیقت کا اظہار اور اعتراف نہ کیا جائے کہ احمدیہ فرقے کے لوگوں نے ہر موقع پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اپنے خلاف وضع ہونے والے قوانین کی پوری پابندی کی حکام سے مکمل تعاون کیا امن عامہ کی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور ملک میں کسی قسم کی ہنگامہ آرائی نہ کی، حالانکہ بعض حلقوں کا خیال تھا کہ ان کی طرف سے شدید مزاحمت کی جائے گی مگر انہوں نے کسی ناخوشگوار ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔ حتیٰ کہ اپنے امام (سربراہ) کو اس خدشے کے پیش نظر ملک سے باہر بھجوا دیا یا وہ خود چلے گئے کہ بعض لوگوں کے مطالبے پر اگر انہیں گرفتار کر لیا گیا تو ان کی جماعت کا نوجوان طبقہ جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھے جس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ احمدیہ فرقے کے خلاف کسی بادبر فرقے کے خلاف اگر ایسے قوانین نافذ کئے جاتے اور پھر وہ خاموش رہتا اور ایسے حیرت انگیز صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کے اس جذبہ امن پسندی کی قدر کی جاتی انہیں خراج تحسین پیش کیا جاتا کہ انہوں نے اپنے مذہبی دینی معاملات میں ناروا مداخلت برداشت کر لی اپنا بہت بڑا سماجی و معاشی نقصان گوارا کر لیا مگر ملک کے امن و امان پر آنچ نہ آنے دی مگر افسوس کہ الٹا انہیں اس کا صلہ یہ دیا گیا کہ ان کے ترجمان پر پابندی لگا کر ان کا باہمی رابطہ ہی منقطع کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ تعجب اس پر ہے کہ پورے ملک میں کوئی ایک آواز اس جبر کے خلاف نہ اٹھی کیا انسانوں کے اس جنگل میں کوئی ایک بھی منصف مزاج اور معقولیت پسند آدمی موجود نہیں جو حکومت اور اس کے نادان دوستوں سے پوچھے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اور ملک کی ایک امن پسند اقلیت کو اس کے جائز حق سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟ یقیناً اس ملک میں ایسے لاکھوں افراد موجود ہوں گے جو اس کام کو غلط اور ناجائز قرار دیتے ہوں گے مگر اس خوف سے کہ انہیں قادیانی ہونے کا طعنہ نہ دیا جائے مہر بہ لب ہیں۔ ایسے بہت سے افراد نے ہمیں بھی خطوط لکھے اور متعدد افراد نے دوران گفتگو ان پابندیوں کو انسانی حقوق کی پامالی اور خلاف انصاف اقدام قرار دیا۔

ایک اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جن مذہبی جماعتوں نے فرقہ احمدیہ پر اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا اور جن سے اس فرقہ کا مجادلہ و مناظرہ مدت مدید سے جاری ہے انہیں تو کھلی چھٹی ہے اور مکمل آزادی ہے کہ وہ جو چاہیں کہیں اور لکھیں، جس قسم کی چاہیں الزام تراشی کریں مگر جس جماعت پر تنقید اور الزام تراشی کی جارہی ہے اس کی آواز بند کر دی گئی ہے اسے اپنے دفاع اور اپنے موقف کی وضاحت کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا کیا یہ اقدام انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے؟ سب سے زیادہ تعجب پاکستانی اخبارات و جرائد کی ان تنظیموں پر ہے جو آزادیٔ صحافت کی علمبردار ہیں جو اظہار رائے کے حق کے لئے ہمہ وقت آزمائش کرتی ہیں مگر فرقہ احمدیہ کے ترجمان پر پابندی کے خلاف انہوں نے ایک لفظ نہ کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی مصلحت اور خوف کا شکار ہوگئیں۔ یہ نہایت افسوسناک بلکہ تشویشناک بات ہے جس ملک کے صحافی بھی مصلحت بینی اور خوف کا شکار ہو جائیں اس ملک کی صحافت کا خدا حافظ۔

آخری بات ـــــ فراموش نہ کیجئے کہ ہمارا ہر قول، ہر عمل ٹیپ ہو رہا ہے ایک ایسی مشین پر جو نظر نہیں آتی اور ہر اس شخص کے ذہن میں موجود ہے جو آزادیٔ فکر اور معقولیت سے محروم نہیں۔ وہ حقائق جو خوف یا سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آتے یہ ٹیپ انہیں بھی ریکارڈ کر کے اپنی دوسری نسل کو منتقل کر رہا ہے یہ اسی طرح منتقل ہوتا رہے گا اور جب تاریخ لکھنے والا ہماری گزشتہ تاریخ قلمبند کرے گا تو یہ ٹیپ چلے گا وہ اس کی آواز سنے گا اور آج ہم اپنے مخالفوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھ رہے ہیں اسے تاریخ کا جزو بنا دے گا۔ آزاد فضا اور آنے والی نسلیں جب ہمارے "یہ کارنامے" پڑھیں گی تو شرم سے سر جھکا لیں گی اور سوچیں گی کہ کیسے تھے ہمارے اسلاف جو اپنی ذاتی اغراض، سیاسی مصلحتوں اور مذہبی دکانداری کی خاطر حق و انصاف کا خون کر دیتے تھے اور پھر خود کو مسلمان بھی کہتے تھے۔ سوچئے کیا آپ یہ الزام اپنے سر لینے کو تیار ہیں؟ سب سے زیادہ تعجب ہماری آنے والی نسلوں کو یہ اندوہناک واقعات پڑھ کر ہوگا کہ اس سرزمین پر ایسے لوگ بھی آباد تھے جو خود کو مسلمان کہتے تھے اور پھر ایک ایسے فرقے کی عبادت گاہوں پر درج شدہ کلمہ مٹا دیتے تھے جس کا اس کلمے پر ایمان تھا اور جسے وہ فرقہ اپنے دین کی بنیاد قرار دیتا تھا یقیناً ہماری آنے والی نسلیں ہماری تاریخ پڑھ کر سر پیٹ لیں گی اور سوچیں گی کہ وہ آخر کن لوگوں کے تھے جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ مٹانے کے لئے حرکت میں آ گئے تھے۔ وہ کن لوگوں کے تھے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام مٹا دیتے تھے اور ان کے دل میں خدا کا ذرا سا خوف پیدا نہ ہوتا تھا۔ ان کی دینی غیرت کو کیا ہوا تھا۔

سوچئے اور بار بار سوچئے کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کس قسم کے آثار و اخبار چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ یہ بھی مت بھولیے کہ جبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب جبر حد سے گزر جاتا ہے تو پھر مجبوروں کی حمایت میں خود جبر کرنے والوں میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس لیے اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کیجئے۔ اگر آپ کے خیال میں ایک فرقہ انسانوں کا ایک گروہ غلط راستے پر چل نکلا ہے اور آپ اسے راست رو بنانا چاہتے ہیں تو ان سے محبت اور پیار کا سلوک کیجئے، ان کے دلوں پر جائیے اور انہیں سمجھائیے کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہی ہر زمانے میں صلحائے امت کا طریقہ رہا ہے۔ تشدد اور جبر کے قانون سے قلب کی حالت کبھی نہیں بدلتی نظریات میں کبھی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ جبر اور تشدد محبت نہیں، نفرت پیدا کرتا ہے اور نفرت سے بات بنتی نہیں بلکہ بگڑ جاتی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ ہم نے ہر قسم کی مصلحت سے بالا ہو کر اور خود کو خطرے میں ڈال کر اس مسئلے پر اپنی بے لاگ رائے ظاہر کر دی ہے تاکہ ایک صحافی اور تاریخ نویس کی حیثیت سے ہم پر یہ الزام نہ آئے کہ اظہار حق میں ہم نے مصلحت بینی اور مداہنت سے کام لیا۔ اگر اپنے اس تجزیے میں ہم نے کوئی غلط بات لکھی ہے یا کسی پہلو کو نظر انداز کر دیا ہے تو ہمیں اس کوتاہی اور لغزش پر مطلع کیا جائے انشاء اللہ معقول بات قبول کرنے میں ہم ذرا سا بھی تامل نہیں کریں گے۔

(بحوالہ پندرہ روزہ "ثقافت" لاہور مورخہ یکم تا ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء)

## گورنر پنجاب مسٹر ایس۔ کے۔ ٹی۔ ستاروالا کی گورداسپور آمد

### جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید کا تحفہ

مورخہ ۷ فروری کو گورنر پنجاب مسٹر ایس۔ کے۔ ٹی۔ ستاروالا گورداسپور تشریف لائے اس موقعہ پر مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قائمقام ناظر اعلیٰ کی سرکردگی میں جماعت کے وفد جس میں مکرم چوہدری سعید احمد ایڈیشنل ناظر امور عامہ، مکرم سید تنویر احمد صاحب مشیر قانونی اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب نائب ناظر امور عامہ شامل تھے نے گورداسپور پہنچکر جناب گورنر صاحب کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی اور بعض دوسرے لٹریچر کا تحفہ پیش کیا جو انہوں نے خوشی سے قبول کیا اور وفد کی طرف سے دعوت دینے پر مناسب موقعہ پر قادیان آنے کا وعدہ فرمایا۔ آپ کو پہلے سے ہی جماعت احمدیہ کا تعارف تھا اور جماعت کے بعض احباب کے ساتھ آپ کے دوستانہ مراسم ہیں جن کا انہوں نے بوقت ملاقات اظہار کیا۔

ناظر امور عامہ

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD,
PH. 275475 }
RESI. 273903 } CALCUTTA - 700073.

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE :- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ
بی۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی
خاص طور پر اِن اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے:-
● الیکٹریکل انجینئرس ● لائسنس کنٹرکٹرس ● الیکٹریکل ورکنگ ● موٹر وائینڈنگ

GHULAM MAHMOOD RAYCHOURY,
C/10 LACHMI GOBIND APART, J.P. ROAD, VERSOVA
FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)
574108. 689389. ٹیلی فون:- BOMBAY - 58.

"مَیں وُہی ہُوں
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا"
("فتح اسلام" تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
(پیشکش)

لبرٹی بوٹن ہل
نمبر ۵۰-۲-۱۸
فلک نما
حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ)
پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس، ۲ ٹپسیا روڈ۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS
2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

"AUTOCENTRE" :- تار کا پتہ
23 - 5222 }
23 - 1552 } ٹیلی فون نمبرز
آٹو ٹریڈرز
۱۶- میسنگو لین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM
برائے:- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر
SKF بال اور رولر بیئرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں

AUTO TRADERS
15 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹر کی خرید و فروخت اور
تبادلہ کے لئے آٹو ونگز کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.

آٹو ونگز

رحیم کاٹیج انڈسٹریز
RAHIM COTTAGE INDUSTRIES
17-A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY - 8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس
PERFECT TRAVEL AIDS
D/2/54 (1)
MAHADEVPET
MADIKERI - 571201
(KARNATAK)

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین معیاری اور پائیدار سوٹ کیس۔ بریف کیس۔
سکول بیگ۔ ایئر بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)۔ ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور اور
بیلٹ کے مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز

# پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر - ۲۴۴۷۱۷

# یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز - مدینہ میدان روڈ - بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر - شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

## احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

## گرلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی - وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

## ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

MOOSA RAZA SAHEB & SONS
NO. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT,
GRAM.- MOOSA RAZA }
PHONE.- 605558. } BANGALORE -2.

حیدر آباد میں
فون نمبر - 42301

## لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش اور قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۱۶-۱-۴۸۷ سعید آباد - حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ششم)

## الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)
فون نمبر:- 42916

# "اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®
CALCUTTA -15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!